اللہ نور السمٰوات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح


ذیقعدہ/محرم 1424 ھجری قمری
صلح/تبلیغ 1383 ھجری قمری
جنوری/فروری 2004 عیسوی


ماہنامہ

# مشکوٰۃ قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

## جلسہ سالانہ قادیان

منعقدہ ۲۶-۲۷-۲۸/دسمبر ۲۰۰۳ء

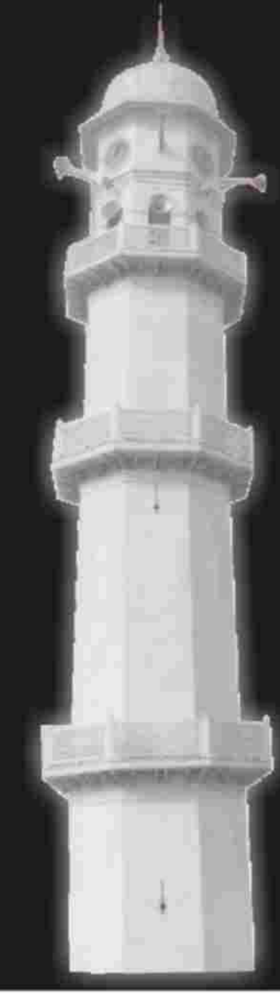

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — وعلی عبدہ المسیح الموعود

ماہنامہ
# مشکوٰۃ
قادیان
مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔
(مصلح موعودؓ)

جلد-23 صلح/جنوری 1383 ہجری شمسی بمطابق جنوری/فروری 2004ء شمارہ-1-2


## ضیاپاشیاں


| | |
|---|---|
| اداریہ | 2 |
| فی رحاب تفسیر القرآن | 4 |
| کلام الامام | 5 |
| خلاصہ خطبہ عید الاضحیہ | 6 |
| حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کا ایک پہلو | 8 |
| نقش وفا | 10 |
| مجلس عرفان (Origin of Life) | 11 |
| احمدیت نے دنیا کو کیا دیا (قسط 2) | 18 |
| حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسلوب جہاد (آخری قسط) | 25 |
| تاریخ اسلام ایک نظر میں | 33 |
| خلافت کا مبارک دور | 39 |
| نشانِ حقیقت کی آرزو (نظم) | 42 |
| بزم اطفال | 43 |
| نوبل پرائز جیتنے والی پہلی مسلمان عورت | 47 |
| اخبار قادیان اخبار مجالس | 49 |
| ملکی اجتماع میں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام و اطفال | 53 |



نگران محمد نسیم خان
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

**ایڈیٹر**
زین الدین حامد

**نائبین**
نصیر احمد عارف
عطاء الٰہی احسن غوری
شاہد احمد ندیم

**مینیجر** حافظ محمود احمد شریف (برائے دفتری امور)
سید فیروز الدین (برائے سرکولیشن)

**پرنٹر و پبلشر** منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے

**کمپوزنگ** صمد احمد غوری، شاہد احمد ندیم، تسنیم احمد فرخ

**دفتری امور** راجا ظفر اللہ خان، مسعود احمد راشد

**مقام اشاعت** دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

**مطبع** فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

ای میل ایڈریس
e-mail: mishkat_qadian@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن
http://www.alislam.org/mishkat

**سالانہ بدل اشتراک**
اندرون ملک: 120 روپے
بیرون ملک: 30 امریکن $
یا متبادل کرنسی — قیمت فی پرچہ: 10 روپے



مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے



Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)
By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

"وصل مولیٰ کے جو بھوکے ہیں انہیں سیر کرو"

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ عالمگیر ایک مستحکم آسمانی نظام یعنی خلافت سے وابستہ ہے۔اسی وجہ سے اس جماعت کو ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی توفیق مل رہی ہے جو دنیا کی دیگر جماعتوں یا تنظیموں کو نہیں ملتی۔ حقیقت یہی ہے کہ جب تک کسی قوم کو آسمانی قیادت میسر نہیں ہوتی کوئی قوم ترقی کی شاہراہ پر صحیح معنوں میں گامزن نہیں ہوسکتی۔اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا تھا

آلامام جُنّة یقاتل من ورائه

یعنی خدا تعالیٰ کا قائم کردہ امام بمنزلہ ڈھال کے ہے۔جسکی اتباع میں،جسکی قیادت میں کامیاب لڑائی لڑی جاتی ہے۔ گو یہ زمانہ مذہبی جنگوں کا زمانہ نہیں بلکہ یہ زمانہ صلح اور آشتی اور باہمی محبت اور اخوت کے ذریعہ راستی اور سچائی کو پھیلانے کا زمانہ ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو ساری دنیا میں خلیفہ وقت کی قیادت میں عظیم الشان تبلیغ و دعوت الی اللہ کے ساتھ ساتھ تمام تر شعبہ ہائے زندگی میں بے لوث خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔اور اسکے عظیم الشان نتائج بھی دنیا دیکھ رہی ہے۔

جیسا کہ احباب جانتے ہیں کہ ۱۹۹۳ء سے جبکہ خدائی منشاء کے مطابق عالمی بیعت کا آغاز ہوا تو لاکھوں کی تعداد میں باشندگان ہفت اقلیم کو حلقہ بگوش احمدیت ہونے کا موقعہ ملا۔اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔اور جماعت احمدیہ عالمگیر کی کوششوں کے نتیجہ میں شجر احمدیت کو جو پھل لگے ہیں وہ بے حد و بے انت ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ اشعار کس قدر موجودہ حالات پر صادق آرہے ہیں

"جو دور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایات یار سے
جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اسقدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے"

چنانچہ مشرق و مغرب میں،شمال و جنوب میں یکساں حیرت انگیز تبدیلیاں نظر آرہی ہیں۔ جماعت احمدیہ کا مضبوط مستحکم نظام نے دنیا کی بظاہر ناقابل تسخیر سمجھی جانے والی طاقتوں کو بھی جماعت احمدیہ کے وجود کو تسلیم کرنے پر مجبور کردیا ہے۔یہی وہ نظام ہے یعنی نظام خلافت جو جماعت احمدیہ کو دیگر تمام جماعتوں سے ممتاز کردیتا ہے۔اور ساری دنیا میں جو عظیم الشان کام سرانجام دئے جارہے ہیں وہ دراصل اسی نظام کی ہی برکت ہے۔

آسمان احمدیت پر رونما ہونے والے اس عظیم الشان روحانی تغیر سے جہاں ہمارے دل شکر و امتنان کے جذبات سے لبریز ہیں وہاں یہ بات بھی ہمیشہ مدنظر رہنی چاہئے کہ انکی تعلیم و تربیت اور انہیں نظام جماعت کا فعال حصہ بنانے کی بھاری ذمہ داری بھی ہم افرادِ جماعت پر عائد ہوتی ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آئندہ ہونے والے اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے جماعت کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ:-

"اب تم میں ایک نئی برادری اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے پچھلے سلسلے منقطع ہوگئے ہیں۔خدا تعالیٰ نے یہ نئی قوم بنائی ہے جسمیں امیر غریب، بچے جوان بوڑھے، ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں اور عزت کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں اور ان کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھیں کیوں کہ وہ بھی بھائی ہیں۔گو باپ جدا جدا ہیں مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہی ہے۔اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں...ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔جنہیں پوری طاقت دی گئی ہے وہ کمزور سے محبت کریں۔" (ملفوظات جلد۳ صفحہ:۳۴۹-۳۴۸)

قارئین کرام! سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ جامع اقتباس ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔آپ علیہ السلام اپنی روحانی بصیرت سے مستقبل میں جماعت کو پیش سآنے والے صورت حال سے آگاہ تھے اور وعدہ الٰہی کے مطابق آپ کو یقین تھا

کہ مستقبل قریب ہیں کرڑوں کی تعداد میں سعید روحین جماعت میں داخل ہوں گی اور یہ کہ مختلف مزاج اور معیار کے لوگ اسمیں داخل ہوں گے۔اس لئے آپ نے تمام متوقعہ مسائل کا حل بیان فرمایا۔نو مبائعین کی تعلیم وتربیت کے تعلق سے جو مسائل آج جماعت کے سامنے ہیں اسکا حل اس اقتباس میں بیان کیا گیا ہے۔ہر فرد جماعت کو چاہئے کہ ان نو واردین کا گرم جوشی سے استقبال کرے اور ان کی کمزوریوں سے صرف نظر کرے،ان کو اپنے سینے سے لگائے،ان کی ضرورتوں کا خیال رکھے اور ان کے ساتھ اخوت اور محبت کا ایسا رشتہ جوڑے جو دائمی ہو۔

نومبائعین کی تعلیم وتربیت کے لئے باقاعدہ منصوبہ بند طریق پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ جماعتی انتظامیہ کے ساتھ ساتھ تمام ذیلی تنظیموں کو بھی باقاعدہ منصوبہ بنا کر،اسکی اہمیت کو سمجھتے ہوئے انکی تعلیم وتربیت کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔جگہ جگہ پر تربیتی کلاسوں کا انعقاد،عملی ٹرانگ کے ذریعہ،صحبت صالحین وصادقین کے مواقع فراہم کئے جائیں۔اوائل کے مخلصین کے ایمان افروز واقعات،اور انکی قربانیوں کی داستان انکو بتلائی جائے۔انکو خودداری اور توکل کے اعلیٰ مقام پر پہنچانے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔بے روزگاری،تعلیمی پسماندگی،بدرسومات،وغیرہ دور کرنے کے لئے مسلسل جدو جہد کی ضرورت ہے۔چونکہ مختلف معاشرے سے آنے والے بعض منفی صفات بھی اپنے ساتھ لاتے ہیں مثلاً دیانت وامانت کی کمی،جھوٹ،غلط بیانی،بلاضرورت قرضوں یا امداد کا مطالبہ،شراب نوشی جیسی معاشرتی برائیاں ان سب کمزوریوں کے ہوتے ہوئے بھی ہمیں ان کو اپنے سینوں سے لگانا ہے اور انکی تربیت کرنی ہے۔پھر جیسے جیسے یہ لوگ سمجھدار ہوتے چلے جائیں،نظام کی واقفیت اور نظام سے محبت بڑھنے لگے تو آہستہ آہستہ ان پر مختلف جماعتی ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالا جائے۔تربیت کے لئے یہ طریق نہایت مؤثر ہے۔انکی مخفی صلاحیتوں کو چمکانے کے لئے یہ بے حد ضروری ہے۔

اسی سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-"میں بہت دیر سے زور دے رہا ہوں کہ اگر آپ نئے آنے والوں کی تربیت کرنا چاہتے ہیں تو اُن پر کام کا بوجھ ڈالیں۔میرا لمبا تجربہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں جو پیدائیشی احمدی بھی ہو جب تک اُن پر کام کے بوجھ نہ ڈالے جائیں وہ چمکتے نہیں۔انکی صلاحتیں خوابیدہ رہتی ہیں۔بعض ایسے ہیں جو یوں دکھائی دیتے ہیں جیسے کنارے کے احمدی ہیں اُن سے بھلا کیا کام لیا جا سکتا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ عجیب فطرت رکھی ہے کہ مؤمن پر جو بوجھ ڈالا جاتا ہے تو اور ترقی کرتا ہے۔(خطبہ جمعہ ۲۲ر ستمبر ۱۹۹۵)

پس نومبائعین کی تعلیم وتربیت کے لئے اور اُنہیں نظام جماعت کا فعال حصہ بنانے کے لئے جماعتی انتظامیہ کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر تمام ذیلی تنظیموں کو آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔جب تک ہر فرد جماعت باہمی تعاون کے ساتھ،اس نہج پر آگے نہیں بڑھتا خاطر خواہ فائدے کی اُمید نہیں کی جا سکتی۔اسلئے ہر تنظیم اس بات کا جائزہ لے اور اپنے نومبائعین کو انکی عمروں کے لحاظ سے جس تنظیم کے بھی حصہ بن سکتے ہوں بنایا جائے۔پھر انکی تعلیم وتربیت کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔اس صدت میں اُمید کی جا سکتی ہے کے نئے آنے والے بھی مختصر عرصہ میں ہی پرانے احمدیوں کے شانہ بشانہ قیام جماعت کے مقاصد کی تکمیل کے لئے آگے بڑھ سکیں گے۔انشاءاللہ۔

اس سلسلہ میں مرکزی طور پر تربیتی کیمپوں کا اہتمام نہایت مفید ہے۔قادیان میں چند سال سے پڑوسی صوبوں پنجاب،ہماچل،ہریانہ،راجستھان وغیرہ کے نومبائعین کے لئے ایسے کیمپ کا اہتمام کیا جا رہا ہے جسکے نہایت خوشکن نتائج بھی سامنے آ رہے ہیں۔اس میں شریک ہونے والے بلا استثناء ایک نئی روحانی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔اس ضمن میں پنجاب کے نو احمدی مکرم ماسٹر اکرم صاحب مرحوم کی مثال ہمارے سامنے ہے۔مرحوم اسی تربیتی کیمپ کا ایک شیریں ثمر تھے۔آپ نے اس قدر ترقی کی کہ ایک نئی زندگی پائی،نظام وصیت میں شامل ہونے کا شرف آپ کو حاصل ہوا اور مسجد مبارک قادیان میں دو مرتبہ اعتکاف کی سعادت بھی آپ کو ملی اور جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۳ء کے موقعہ تعارفی تقریر کا آپ کو موقعہ ملا۔جلسہ کے چند دن بعد جب آپ کی وفات ہوئی تو بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی عظیم سعادت بھی آپ کو ملی۔ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔الغرض یہ نومبائعین ہماری توجہ کے محتاج ہیں۔ان کے اندر پھولنے پھلنے کی صلاحیت موجود ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سلسلہ میں موثر کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین (زین الدین حامد)

# کَلَّا لَاتُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ۞

### آخری قسط :۲۵

ترجمہ: یوں نہیں ہوگا (جس طرح دشمن چاہتا ہے) (اے نبی اور اس کے متبع) تُو اس (کافر) کی اطاعت نہ کر اور اپنے ربّ کے حضور میں (ضرور) سجدہ کر اور اس سجدہ کے نتیجہ میں اپنے ربّ کے قریب تر ہو جا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

تفسیر: ''کَلَّا لَاتُطِعْهُ یعنی خبردار جس طرح تو خیال کرتا ہے۔ اس طرح نہیں ہوگا۔ اے محمد رسول اللہ ﷺ کو ماننے والے تو دشمن کی بات نہ مانیو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے کبھی نہ رکیو بلکہ وَاسْجُدْ یہ لوگ تجھے جتنا زیادہ روکیں تو اتنے ہی زیادہ زور کے ساتھ ہمارے حضور سجدہ میں گر جا۔ نتیجہ کیا ہوگا تو سجدہ میں جائے گا تو یہ تجھے ماریں گے مگر اس کے نتیجہ میں تو خدا تعالیٰ کے اور بھی زیادہ قریب ہو جائے گا۔

ایک سجدہ وہ ہوتا ہے جو امن کی حالت میں کیا جاتا ہے اور ایک سجدہ وہ ہوتا ہے جو لڑائی اور بدامنی کی حالت میں کیا جاتا ہے۔ وہ سجدہ جو ایسی حالت میں کیا جائے جب انسان کو عبادت سے روکا جاتا ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہونے کی وجہ سے قسم قسم کے مصائب میں مبتلا کیا جاتا ہو وہ سجدہ انسان کو آناً فاناً کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ ایک سجدہ وہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے گھر میں اطمینان سے بیٹھا ہوتا ہے۔ اٹھتا ہے وضو کرتا ہے اور مصلّے پر کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر جاتا ہے۔ لیکن ایک سجدہ وہ ہوتا ہے جب محض سجدہ کی وجہ سے انسان کو مارا اور پیٹا جاتا ہے۔ یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے حضور جو قدر و اہمیت رکھتا ہے وہ سجدہ نہیں رکھتا جو امن کی حالت میں کیا جاتا ہے۔

آج سے سو سال پہلے بھی اسلام کی تبلیغ کرنیوالے مسلمان دنیا میں موجود تھے۔ آج سے سو سال پہلے بھی اسلام کے لئے روپیہ خرچ کرنے والے لوگ دنیا میں موجود تھے۔ آج سے سو سال پہلے بھی اسلام کے ہمدرد دنیا میں موجود تھے مگر ان کی تو تعریف کی جاتی تھی اور ہماری مذمت کی جاتی ہے۔ اُن کے متعلق تو یہ کہا جاتا تھا کہ یہ لوگ اسلام کے بڑے ہمدرد ہیں مگر ہمارے متعلق کہا جاتا ہے کہ ہم اسلام کے بڑے دشمن ہیں۔ حالانکہ ہمارا جرم کیا ہے؟ ہماری جماعت کے لوگ وہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے اپنے بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر روپیہ بھجواتے ہیں۔ خدائے واحد کا نام بلند کرنے کے لئے آٹھ آٹھ دس دس سال تک ممالک غیر میں اپنے بیوی بچوں سے جدا رہتے ہیں۔ جہاں بھی اسلام اور کفر کا ٹکراؤ ہو وہاں ایک بہادر پہلوان کی طرح پہنچ کر کفر کے مقابلہ میں اپنا سینہ تان کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں، حج بھی رکھتے ہیں، زکوٰۃ بھی دیتے ہیں، قرآن بھی پڑھتے ہیں۔ کلمۂ طیبہ پر بھی ایمان لاتے ہیں اور اسلام کے ہر حکم کو بدل و جان عمل کرنا جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ مگر ہمیں تو گالیاں دی جاتی ہیں اور پہلے لوگوں کی تعریفیں کی جاتی ہیں حالانکہ ان کا کام ہمارے کام کے مقابلہ میں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا۔

غرض جس قسم کی قربانی پر پہلے تعریفیں ہوتی تھیں اسی قسم کی قربانی پر آج ہمیں ماریں پڑتی ہیں۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کے سجدے اور بعد میں آنے والے مسلمانوں کے سجدے میں فرق ہے۔ بعد میں سجدہ کرنے والے وہ تھے جن کی چاروں طرف سے تعریفیں ہوتی تھی اور کہا جاتا کہ دیکھو فلاں شخص کتنا بزرگ ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتنے سوز و گداز کے ساتھ عبادت کرتا ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس سجدہ کی کیا قیمت تھی۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں پڑے ہوئے تھے کہ کفارِ مکہ اونٹ کی ایک بڑی سی اوجھڑی اٹھا لائے اور آپ ﷺ کے سر پر پھینک کر ہنسنے لگ گئے۔ اُس کا بوجھ اس قدر زیادہ تھا کہ آپ سجدہ میں سے اپنا سر نہ اٹھا سکتے تھے۔ آخر حضرت فاطمہ کو کسی طرح اس بات کا علم ہو گیا وہ اسوقت چھوٹی بچی تھیں دوڑتی ہوئی آئیں اور انہوں نے وہ غلاظت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر سے دور کی۔ یہ سجدہ اللہ کی نگاہ میں جو قدر و قیمت رکھتا ہے وہ دوسرے سجدے کہاں رکھ سکتے ہیں۔ ایسا ایک سجدہ بھی خدا تعالیٰ کے قرب کی انتہائی منازل انسان کو ایک آن میں طے کرا دیتا ہے جبکہ امن کے زمانہ کے ہزاروں ہزار سجدہ بھی انسان کو اللہ تعالیٰ کے قرب کے دروازہ تک پہنچاتے۔ پس لَاتُطِعْهُ اے محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی! تو ان لوگوں کی بات مت مان۔ یہ تجھے عبادت سے جتنا زیادہ روکیں تو اتنے ہی زور کے ساتھ ہمارے حضور سجدہ میں گر جا کیونکہ اس روک کے باوجود تیری طرف سے جو سجدہ ہوگا وہ تجھے سیدھا اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے گا۔''

(تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ 291، 292)

# 'نیکی ایک زینہ ہے اسلام اور خدا کی طرف چڑھنے کا'

سیدنا ومولانا حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ اَبِیْ هُـرَیْـرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سَبْعًا هَلْ تَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا فَقْرًا مُّنْسِیًا اَوْ غِنًی مُّطْغِیًا اَوْ مَرَضًا مُّفْسِدًا اَوْ هَرَمًا مُّفْنِدًا اَوْ مَوْتًا مُّجْهِزًا اَوِ الدَّجَّالَ فَشَرُّ غَائِبٍ یُّنْتَظَرُ اَوِ السَّاعَةَ فَالسَّاعَةُ اَدْهٰی وَاَمَرُّ."

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات چیزوں کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے نیک اعمال کے لیے جلدی کرو۔ کیا تم انتظار کر رہے ہو ایسی تنگدستی کا جو خدا کی یاد بھلا دے۔ یا ایسی آسودگی کا جو سرکش بنا دے یا ایسے مرض کا جو مزاج کو بگاڑ دے یا ایسے بڑھاپے کا جو عقلی قوتوں کو ناکارہ کر دے یا ایسی موت کا جو اچانک آ جائے اور یا دجال کا۔ (یاد رکھو) بظاہر نظر نہ آنے والی چیزیں جن کا انتظار کیا جاتا ہے ان میں سے دجال سب سے برا ہے، یا قیامت کا اور قیامت سخت ہولناک اور تلخ ہے۔ (ترمذی)

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"نیکی ایک زینہ ہے اسلام اور خدا کی طرف چڑھنے کا، لیکن یاد رکھو کہ نیکی کیا چیز ہے۔ شیطان ہر ایک راہ میں لوگوں کی راہ زنی کرتا ہے اور اُن کو راہِ حق سے بہکاتا ہے۔ مثلاً رات کو روٹی زیادہ پک گئی اور صبح باسی بچ رہی۔ عین کھانے کے وقت کہ اس کے سامنے اچھے اچھے کھانے رکھے ہیں۔ ابھی ایک لُقمہ نہیں لیا کہ دروازہ پر آ کر فقیر نے صدا کی اور روٹی مانگی۔ کہا کہ باسی روٹی سائل کو دے دو۔ کیا یہ نیکی ہوگی؟ باسی روٹی تو پڑی ہی رہی تھی۔ تنعم پسند اُسے کیوں کھانے لگے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا (الدہر:۹) یہ بھی معلوم رہے کہ طعام کہتے ہی پسندیدہ طعام کو ہیں۔ سڑا ہوا باسی طعام نہیں کہلاتا۔ الغرض اس رکابی میں سے جس میں ابھی تازہ کھانا لذیذ اور پسندیدہ رکھا ہوا ہے۔ کھانا شروع نہیں کیا۔ فقیر کی صدا پر نکال دے، تو یہ نیکی ہے۔

بیکار اور نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی آدمی نیکی کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ پس یہ امر ذہن نشین کر لو کہ نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نصِ صریح ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران:۹۳) جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نہ کرو گے، اُس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا۔ اگر تکلیف اُٹھانا نہیں چاہتے اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں چاہتے تو کیونکر کامیاب اور بامُراد ہو سکتے ہو۔ کیا صحابہ کرامؓ مفت میں اس درجہ تک پہنچ گئے جو اُن کو حاصل ہوا۔ دُنیاوی خطابوں کے حاصل کرنے کے لیے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں تب کہیں جا کر ایک معمولی خطاب جس میں دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہو سکتی، ملتا ہے۔ پھر خیال کرو کہ رضی اللہ عنہم کا خطاب جو دل کی تسلی اور قلب کو اطمینان اور مولیٰ کریم کی رضامندی کا نشان ہے، کیا یونہی آسانی سے مل گیا؟

بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے، حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔ خُدا ٹھگا نہیں جا سکتا۔ مُبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لیے تکلیف کی پروا نہ کریں کیونکہ اَبدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔" (ملفوظات جلد اصفحہ ۴۷)

خلاصہ خطبہ عید الاضحیہ

## دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے گوشت اور خون حقیقی قربانی نہیں

### قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے انقطاع الی اللہ اور صدق و وفا کا نمونہ دکھلانا ضروری ہے۔

قربانی کی سنت اور اس کے طریق کا پُر معارف اور لطیف بیان فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ
بمقام مسجد فضل لندن مورخہ 12 فروری 2003ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے تشہد اور تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ الحج آیت کریمہ 35 وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا .... الخ کی تلاوت فرمائی۔ ترجمہ کے بعد سب سے پہلے بعض احادیث نبویہ پڑھ کر سنائیں جن میں آنحضرت ﷺ کی قربانی سے متعلق مختلف ارشادات اور آپ کی پاکیزہ سنت کا بیان ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز دو دنبوں کی قربانی کی۔ جب انہیں ذبح کرنے کے لئے لٹایا تو دعا کی کہ میں اپنی توجہ کو ہمیشہ اس کی طرف مائل رکھتے ہوئے اس کی طرف پھیر چکا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اوّل المسلمین ہوں۔ اے اللہ! یقیناً یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے ہی حضور میں محمدؐ اور اس کی امت کی طرف سے پیش ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اسے ذبح کیا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ امت محمدیہؐ کے لئے خوشخبری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غرباء کی طرف سے بھی قربانی پیش فرمائی جن کو قربانی کی توفیق نہیں ہے اور آپ نے اس طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان غرباء کو اس قربانی میں شامل فرما لیا جو آپؐ دے رہے تھے۔ اللّٰھم صلی علیٰ محمد و آل محمد

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح قربانی سے متعلق مختلف احادیث نبویہ پڑھ کر سنائیں۔ عیدالاضحیہ کے روز آنحضرت ﷺ نے نماز کے بعد خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح قربانی کی تو اس کی قربانی درست ٹھہری اور اس نے اجر کو پالیا۔ اور جس نے نماز عید سے پہلے جانور ذبح کر لیا تو وہ گوشت کی بکری ہوئی، نہ کہ قربانی کی بکری۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ اس کی وضاحت میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے احادیث کے حوالہ سے بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ایک خاص موقع کے لئے تھا جب کہ کچھ بادیہ نشین عیدالاضحیہ کے روز آئے تھے۔ یہ محتاج لوگ تھے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین دن تک کھانے کے لئے گوشت جمع کر لو اور باقی انہیں خیرات کر دو۔ چنانچہ اگلے سال جب صحابہ نے اس ارشاد نبویؐ کے حوالہ سے عرض کی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو تمہیں ان باہر سے آنے والوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو اُس وقت آ گئے تھے۔ پس جاؤ اور گوشت کھاؤ اور جمع کر وادو۔ اور اسے صدقہ اور خیرات بھی کرو۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس اب سمجھ لیں کہ تین دن کی پابندی نہیں۔ لیکن زیادہ دیر تک Fridge میں رکھنا بھی ٹھیک نہیں۔ جس حد تک ممکن ہو تقسیم کر دیا کریں۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض ارشادات بھی قربانی کی مناسبت سے پڑھ کر سنائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قربانی کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑھاپے کی اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اپنی ساری طاقتیں، ساری امیدیں اور تمام ارادے قربان کر دئے۔ باپ بیٹے نے فرمانبرداری دکھائی کہ کوئی عزت، کوئی آرام، کوئی دولت اور کوئی امید باقی نہ رکھی۔ یہ آج ہماری قربانیاں اسی پاک قربانی کا نمونہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کے حوالے سے فرمایا ہے کہ جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ضائع کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرتا اور اس کا نشان دنیا سے معدوم نہیں کرتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح صادق اور وفادار ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ عمل کو چاہتا ہے اور عمل ہی سے راضی ہوتا ہے۔ جب انسان خدا کے لئے دکھ اٹھانے کو تیار ہو جائے تو خدا تعالیٰ اس کو دکھ میں بھی نہیں ڈالتا۔

اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے۔ عاشق اور محبّ جو سچا ہوتا ہے وہ اپنی جان اور دل قربان کر دیتا ہے اور بیت اللہ کا طواف اس قربانی کے واسطے ایک ظاہری

# حضرت مصلح موعود کی سیرت کا ایک ورق

**حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک مضمون جو کہ آپ نے نومبر 1975ء میں لکھا جبکہ آپ ناظم ارشاد وقف جدید تھے**

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کو خدمت دین کی جو والہانہ لگن تھی اس میں نماز باجماعت کے قیام کی کوشش کو ایک نمایاں مقام حاصل تھا۔ آپ کے خطبات اور فرمودات اور انتظامی اقدامات میں ہمیں بیسیوں جھلکیاں اس کوشش کی نظر آتی ہیں۔ اگرچہ شدید جماعتی مصروفیات کے باعث اپنے بچوں کی خصوصی تربیت کا ان کو بہت کم وقت میسر آتا لیکن اگر آپ کی اولاد کی بچپن کی یادوں کو چھیڑا جائے تو بلاامتیاز ایک بات جو سب کے ذہنوں میں نمایاں طور پر اُبھر کر سامنے آئے گی وہ حضور کی نماز باجماعت کی لگن ہے۔ یہ ایک ایسی کوتاہی تھی جسے آپ کبھی برداشت نہ کرتے اور اگر کبھی کوئی بچہ نماز کے وقت مسجد سے غیر حاضر پایا جاتا تو جو اس پر گزرتی تھی وہ اس کا دل جانتا ہے۔

ایک مرتبہ تو مجھے یاد ہے کہ ہم پانچ چھ بچے کسی کھیل میں مصروف عصر کی نماز باجماعت سے محروم رہ گئے۔ حضور جب نماز پڑھا کر واپس تشریف لائے تو ہمیں کھیلتا دیکھ لیا اور سب کو اکٹھا کر کے اپنے ساتھ حضرت امی جان کے صحن میں لے گئے اور وہاں ایک صف میں بدنی سزا دینے کیلئے کھڑا کر دیا۔ گویا نماز باجماعت سے غیر حاضری کی سزا بھی باجماعت تجویز ہوئی۔ حضور کو یہ لگن بچپن ہی سے تھی اور بہت ہی چھوٹی عمر میں ہی آپ کا راتوں کو مساجد میں پہنچ کر خدا کے حضور گریہ وزاری کرنا اور اسلام کی فتح کی دُعائیں مانگتے ہوئے آنسوؤں سے سجدہ گاہ کو تر کر دینا معتبر روایات سے ثابت ہے۔

جب آپ مسند خلافت پر بیٹھے اور جماعت کی دینی تربیت کی زمام ہاتھ میں لی تو اپنے عہد خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ یعنی دسمبر 1914ء اس موضوع پر احباب جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

''نماز باجماعت پڑھنے میں احمدیوں کو ایک دقت ہے اور وہ یہ کہ غیر احمدیوں کے پیچھے تو وہ نماز پڑھ نہیں سکتے اور بعض جگہ احمدی صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ اس لئے اُسے نماز باجماعت ادا کرنے کا موقع نہیں ملتا اور چونکہ نماز باجماعت ادا کرنے میں انسان کو وقت کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ جب نماز باجماعت نہ ملے تو رفتہ رفتہ انسان سستی کرنی شروع کر دیتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ میں نے جماعت کے ساتھ تو نماز پڑھنی ہی نہیں جس وقت چاہوں گا پڑھ لوں گا۔ اس طرح وہ وقت کی پابندی نہیں کرتا اور آخر اوّل وقت نماز پڑھنے کی عادت جاتی رہتی ہے یا جمع کر کے نماز ادا کرنے کی عادت ہو جاتی ہے اور نماز باجماعت ادا کرنے سے تو ایسا غافل ہو جاتا ہے کہ اگر کہیں باجماعت نماز پڑھنے کا موقع مل بھی جائے تو بھی سستی کر دیتا ہے۔ گویا یہ عادت ایک مجبوری کی وجہ سے اسے پڑتی ہے۔ لیکن احمدیوں میں ہرگز ہرگز سستی نہ ہونی چاہیے۔ جس وقت سستی پیدا ہوئی اسی وقت سے اس جماعت کی تباہی کا آغاز

نشان ہے۔خطبہ کے آخر پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر سے ملنے والے عید مبارک کے پیغامات پر تمام جماعت احمدیہ عالمگیر کو دلی عید مبارک کا پیغام دیتے ہوئے شہداء احمدیت اوران کے پسماندگان اوراسیران راہ مولیٰ کے لئے دعا کی خاص تحریک فرمائی۔اور فرمایا کہ اپنے غریب، ہمسایوں اور بے کس و مفلوک الحال لوگوں کی بھی عید بنائیں۔ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کریں اور انہیں خوشیاں پہنچا کر خوش ہوں۔پھر حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر فرمودہ ایک دعا جو آپ کی طرف سے میدان عرفات میں حضرت صوفی احمد جان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھی تھی پڑھ کر سنائی۔حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے آخر پر ہاتھ اٹھا کر خاموش اجتماعی دعا کروائی جس میں M.T.A. کے توسط سے دنیا بھر کے احمدی شامل ہوئے۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن مورخہ 21 فروری 2003ء)

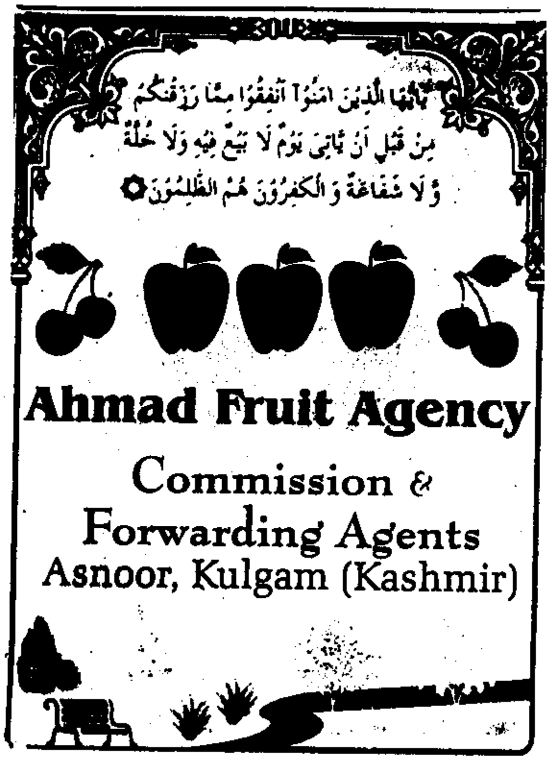


# نواں سالانہ مقابلہ مضمون نویسی

## مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

جملہ قائدین وناظمین اطفال کی آگاہی کے لئے اعلان ہے کہ 9ویں سالانہ مقابلہ مضمون نویسی مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت بابت سال 04-2003ء کے لئے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مندرجہ ذیل عناوین کی منظوری مرحمت فرمائی ہے:

۱-سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایک پہلو
۲-مجلس اطفال الاحمدیہ کے قیام کی غرض وغایت
۳-سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ
۴-علم کی اہمیت
۵-سچائی ہمارا اُصول ہے۔

آپ سے درخواست ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ اطفال کو اس مقابلہ میں حصہ لینے کی تحریک کریں اور ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اطفال کو اس میں شامل کریں۔

اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ ہو۔ امین

### شرائط

1.مضمون کسی بھی علاقائی زبان میں تحریر کیا جاسکتا ہے۔
2.مضمون کم از کم 3000 تین ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہئے۔
3.مضمون کاغذ کے دونوں طرف حاشیہ چھوڑ کر لکھیں اور کاغذ کی پُشت پر نہ لکھیں۔
4.مضمون میں جو بھی عبارت بصورت واقعہ تحریر کی جائے وہ مستند ہونی چاہئے یعنی قرآن ،حدیث، تاریخ وکتب بزرگان کے حوالہ جات مکمل اور صاف تحریر کئے جائیں اور کتب کا سنِ اشاعت بھی تحریر کیا جائے۔
5.مضمون کے ابتداء میں نام طفل، ولدیت، عمر، مجلس اور مکمل پتہ درج ہونا چاہئے۔
6.مضمون پر قائد مجلس کی تصدیق بے حد ضروری ہے۔
7.مضمون میں کسی بھی مقام میں سُرخ سیاہی کا استعمال نہ کریں۔
8.وہی مضمون قابل قبول ہوگا جس کے ساتھ تصدیق نامہ منسلک ہوگا۔
9.مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ 25 راگست 2004ء ہے۔
10.مضمون میں اوّل، دوئم وسوئم آنے والے اطفال کو سالانہ اجتماع مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کے موقعہ پر نقد انعام اور سندات کامیابی دی جائیں گی۔نیز مقابلہ میں حصہ لینے والے تمام اطفال کو شمولیت کی سند دی جائے گی۔
11.انعامی مضمون کے متعلق آخری فیصلہ مجلس کا ہوگا۔
12۔قائد مجلس مقالہ کا جائزہ لیں اور 20 نمبر اُن کے اختیار میں ہیں۔

(مامون الرشید تبریز)
سیکریٹری تعلیم مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

ہوجائے گا (نعوذ باللہ من ذالک)۔ پس جس گاؤں میں کوئی اکیلا احمدی ہے وہ کوشش کرے کہ دوسرا پیدا ہوجائے۔ مجھے امید ہے کہ اگر اس طرح کوشش کرے گا تو خداتعالیٰ ضرور اس کا ساتھی پیدا کردے گا۔ لیکن اگر دوسرا ساتھی نہ ہو تو دوسرے گاؤں میں جاکر جہاں کوئی احمدی ہو دوسرے تیسرے دن نماز باجماعت پڑھو اور سستی کی عادت نہ ڈالو۔ اگر تم اس کو بھولے تو یاد رکھو کہ پھر تم ترقی نہیں کرسکو گے۔ وہ احمدی جو بڑے بڑے شہروں میں رہتے ہیں ایک دوسرے کے مکان تک ان کا جانا مشکل ہوتا ہے ان کیلئے یہ بات نہایت مشکل ہے کہ ہر نماز کے وقت ایک جگہ جمع ہوسکیں۔ لیکن ان کو چاہیے کہ اپنے محلہ کے احمدی مل کر باجماعت نماز پڑھا کریں اور کبھی کبھی سارے اکٹھے ہوکر بھی پڑھیں۔ سستی ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔ یہ ایسی خطرناک بات ہے کہ اس کے نتائج بہت بُرے نکلتے ہیں۔ مجھے قرآن شریف سے یہی معلوم ہوا ہے کہ جس کو نماز باجماعت پڑھنے کا موقع ملے اور وہ نہ پڑھے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ حضرت ابن عباس کا بھی یہی مذہب ہے"۔

(برکات خلافت صفحہ 86 تا 88)

آیئے! ذرا ہم دیکھیں کہ متقیوں کی اس جماعت نے جو اس وقت آپ کی مخاطب تھی آپ کی نصائح کا کیا اثر قبول کیا روزنامہ الفضل اس جلسہ سالانہ کے تاثرات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

......جلسہ پر آنے والے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سن لیا کہ انہوں نے جس ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے وہ ایک معمولی انسان کا ہاتھ نہیں بلکہ اس اُولوالعزم انسان کا ہاتھ ہے جو مسیح کے ہاتھوں میں پلا ہوا اور نورالدین کے ہاتھوں میں تربیت پایا ہوا اور خود خداتعالیٰ کے ہاتھ سے کھڑا کیا ہوا ہے اور پھر انہوں نے یہ بھی ملاحظہ کرلیا کہ ان کا خلیفہ اگرچہ کسی قابلیت اور کسی علم کا مدعی نہیں تاہم خدا نے اُسے وہ کچھ سکھایا ہے جس کا علم فرشتوں کو بھی نہ تھا، اور وہ طرزِ بیان وفہم قرآن بخشا ہے جو خاصانِ خدا کا خاصہ ہے۔

اس کے کلام میں اثر، اس کی تقریر میں لذت اس کے احکامات میں رُعب ہے۔ اگر وہ فرماتا ہے کہ بیٹھ جانا مناسب ہے تو جھٹ کھڑے ہوئے بیٹھ جاتے ہیں۔

...... پھر اگر وہ فرماتا ہے کہ مساجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی نبی کریم ﷺ نے بہت تاکید فرمائی ہے تو اس حکم کی تعمیل میں فوراً تینوں مساجد بھر جاتی ہیں اور مسجد مبارک میں تو یہ کیفیت نظر آتی ہے کہ کیا چھت اور کیا فرش کیا بازار اور کیا دکانیں اور کیا قرب وجوار کے مکانات سب کے سب دُور دُور تک خدا کے مقرر کردہ امام وخلیفہ کے مقتدیوں سے بھر جاتے ہیں۔ (ادارتی نوٹ الفضل 31 دسمبر 1914ء صفحہ 2)

آج بھی خدام کیلئے اس واقعہ میں ایک نصیحت ہے۔ خدامِ احمدیت کو آج بھی مسیح موعودؑ کے خلفاء اللہ کی اجتماعی عبادت کیلئے مساجد کی طرف بلا رہے ہیں۔ آج بھی مساجد ان کی منتظر ہیں۔ کیا آپ خدا کے گھر آباد کرنے اور تاقیامت آباد رکھنے کیلئے ہر ممکن جدوجہد نہیں کریں گے؟ یاد رکھیے مساجد کی آبادی ہی سے احمدیت کی آبادی وابستہ ہے اگر خدا کے گھر بارونق رہیں گے تو اسلام کا صحنِ چمن بارونق اور پُر بہار رہے گا۔

(ماہنامہ خالد نومبر 1975ء)

بشکریہ ماہنامہ خالد، ربوہ پاکستان

# نغمۂ وفا

مکرم جمیل الرحمٰن صاحب
ہالینڈ

اے مسیحا نفس! اے مہ دلبراں!
تخت مہدی کے وارث امام الزماں!
سیّدی! مشفقی! مرشدی! مہرباں!
ہم نے بہر خدا تیری بیعت جو کی
تو ہمارا ہوا، ہم ترے ہو گئے

برق روحانیت کی عجب رو چلی
شب گزیدوں کو پھر روشنی مل گئی
قرمزی شب ہوئی، دن ہرے ہو گئے
سیّدی! مشفقی! مرشدی! مہرباں!
تو ہمارا ہوا، ہم ترے ہو گئے

تیری مسکان کی پھوار دل پر گری
گلشنِ جاں میں بادِ صبا چل پڑی
پیار میں تیرے مَن باورے ہو گئے
سیّدی! مشفقی! مرشدی! مہرباں!
تو ہمارا ہوا، ہم ترے ہو گئے

زندگی تیرے دم سے بدلنے لگی
عشق تازہ ہوا، جاں سنبھلنے لگی
کھوٹے سکے تھے لیکن کھرے ہوگئے
سیّدی! مشفقی! مرشدی! مہرباں!
تو ہمارا ہوا، ہم ترے ہو گئے

لفظ سب ہیں پرانے، کہانی نئی
آنکھ کے پانیوں کی روانی نئی
روح کے رنگ ہی دوسرے ہو گئے
سیّدی! مشفقی! مرشدی! مہرباں!
تو ہمارا ہوا، ہم ترے ہو گئے

بشکریہ ماہنامہ خالد، ربوہ پاکستان

# حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی

# مجلس عرفان

## زندگی کے آغاز کے بارے میں سائنسی نظریات اور قرآنی علوم کا پُر حکمت تذکرہ

میڈیکل کالج کے ایک مہمان طالب علم یہ جاننا چاہتے تھے کہ آدم کی پیدائش (Origin of Life) کی اصل حقیقت کیا ہے اور اس بارہ میں قرآن کریم اور سائنس کے نظریات کا رشتہ کیا ہے؟

### انسانی تخلیق کے مختلف مراحل

حضور نے فرمایا: قرآن کریم نے زندگی کے آغاز (Origin of Life) کے نظریات پر مختلف جگہوں پر مختلف رنگ میں روشنی ڈالی ہے اور انسانی تخلیق کے مختلف مراحل کو بیان فرمایا ہے۔ مثلاً قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ ہم نے تمہیں کیچڑ سے پیدا کیا، قرآن کریم یہ کہتا ہے ہم نے تمہیں بجنے والی مٹی سے پیدا کیا، قرآن کریم یہ بھی کہتا ہے کہ ہم نے انسان کے علاوہ بعض مخلوقات کو جن کو ''جن'' کا نام دیتا ہے، آگ سے پیدا کیا، قرآن کریم یہ بھی کہتا ہے کہ ہم نے تمہیں مضغہ سے پیدا کیا، علقہ سے پیدا کیا (یہ اصطلاحیں ہیں) اور پھر فرمایا حماء مسنون یعنی گلے سڑے کیچڑ سے پیدا کیا جس میں (Fermentation) ہو چکی تھی۔ پھر قرآن کریم یہ فرماتا ہے...... ہم نے تمہیں نباتات کی طرح اگایا۔ پھر قرآن کریم فرماتا ہے کہ کیا انسان پر ایسا وقت نہیں آیا...... جب کہ وہ شئے مذکور تھا ہی نہیں، بحیثیت انسان اس کی کوئی معروف حقیقت ہی نہیں تھی۔

یہ اور بہت سے اور اشارے قرآن کریم میں ایسے ملتے ہیں جن سے انسانی تخلیق کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی ایک جامع پلاننگ نظر آتی ہے پس قرآن کریم کا یہ کہنا کہ زندگی مختلف مراحل سے گزری ہے اور کئی قسم کی زندگیوں کا مختلف آغاز ہوا ہے۔ اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

### تخلیق کائنات کا اصل مقصود

اللہ تعالیٰ اس سارے عمل کو انسان کی تخلیق بیان فرماتا ہے کیونکہ انسان کو ویسے اگایا تو نہیں ہے جیسے نباتات اُگتی ہے۔ لیکن ایک دَور تھا جب کہ صرف نباتات کا دَور تھا اور ایسا دَور آج سے تقریباً ایک ارب اور کچھ سال پہلے تھا۔ اس وقت صرف نباتات کا دَور نظر آتا ہے جب کہ دوسری زندگی بھی اس میں سے جنم لیتی دکھائی دیتی ہے اور کچھ بعد میں پیدا ہوئی تو اس دور کو بھی خدا فرماتا ہے کہ وہ انسان کا دَور ہے۔ جس سے ایک بات قطعی طور پر واضح ہوئی کہ اس عمل میں مقصود انسان تھا۔ جس طرح آم کا پھل مقصود ہو تو اس کی گٹھلی زمین میں بوئی جاتی ہے اور قبل اس کے کہ آم لگیں، آم کے درخت

کی مختلف شکلیں بنتی ہیں۔ اگر پھل لگنے سے پہلے وہ درخت کاٹ دیا جائے تو وہ آم کا درخت تو نہیں بنے گا ان معنوں میں کہ اس کو آم لگیں لیکن وہ سارا عمل آغاز سے لے کر آخر تک آم کا عمل ہے اور اس پہلے عمل میں جہاں تک آم کے پھل کا تعلق ہے وہ شئی مذکور ا ہی نہیں ہے تو بعینہٖ اسی طرح پر قرآن کریم نے انسانی زندگی کے مختلف مراحل بیان کئے ہیں آغاز زندگی کے متعلق بھی اور انسانی تخلیق کے بعد کے مراحل بھی جن کو میں بعد میں بتاؤں گا۔

قرآن کریم نے بغیر جنسی تعلق کے افزائش نسل اور بعد میں جنسی تعلق کے ذریعے افزائش نسل کا الگ الگ ذکر کیا ہے۔ پہلے نفس واحدہ سے تخلیق کا ذکر کرتا ہے پھر اس میں سے جوڑا بنانے کا ذکر کرتا ہے پھر جوڑے بن جائیں پھر انسان کے آنے کا ذکر کرتا ہے جس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ جو بائبل کا تصور ہے کہ انسان اچانک مٹی سے بنا تھا اور اس کی پسلی سے حوا نکالی تھی۔ قرآن اس تصور کو رد کرتا ہے۔ مثلاً فرماتا ہے...(اے انسانو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو اس نے تمہیں نفس واحدہ سے پیدا کیا۔ ترجمہ از ناقل) مخاطب انسان ہی ہے کیونکہ مقصود انسان تھا۔ فرمایا ہم نے تمہیں ایسی حالت میں پیدا کیا کہ تم کائنات میں نفس واحدہ کی شکل میں موجود تھے۔ مثلاً جس طرح امیبا (Amoeba) ہے وہ افزائش نسل کے لئے کسی اور نفس کا محتاج نہیں ہے...... پھر دوسرا مرحلہ ایسا آیا کہ بغیر جنسی تعلق کے افزائش نسل کو ہم نے جنسی تعلق کے ذریعہ اضافے میں تبدیل کر دیا اور نفس واحدہ سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ یہ عام جو حیواناتی افزائش ہے اس کا ذکر فرمایا ہے پھر فرمایا...... انسان سے پہلے یہ جوڑا پیدا ہو چکا تھا پھر ان دونوں کے ملنے سے آہستہ آہستہ وہ منزل آئی کہ پھر انسان مرد اور عورت پیدا ہونے شروع ہوگئے۔ یہ ہے ''جنرل سکیم آف تھنگ'' اب میں زیادہ تفصیل کے ساتھ ذکر کرتا ہوں۔

زندگی کے آغاز کے متعلق ایک بات بہر حال قطعی ہے کہ ہائی الیکٹرانک چارجز High Electronic Charges نے اس میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ زمین پر ایک ایسا وقت آیا کہ جب وہ آکسیجن سے کلیۃً خالی تھی اور وہی ضرورت تھی۔ زندگی کی نشوونما کے لئے۔ اگر اس دور میں آکسیجن نہ ہوتی تو زندگی کا آغاز نہیں ہو سکتا تھا۔ کیسی حیرت انگیز آرگنائزیشن ہے۔ اس وقت ہائی الیکٹریکل چارجز High Electrical Charges نے زندگی کا ایک قسم کا ابتدائی ذرہ پیدا کیا جو زندگی سے تو محروم تھا لیکن کیمیائی طور پر وہ برکس (Bricks) کی شکل میں تھا جس سے زندگی تعمیر ہو سکتی ہے۔ اس میں پروٹین کا آغاز ہو گیا جس سے آگے D.N.A اور R.N.A بنی تھی۔ اس کا آغاز ہوا پانی میں جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے...... کہ ہر زندہ چیز کو اس نے پانی سے پیدا کیا۔ تو سائنس دانوں نے اب تک جس نظام کا پتہ چلایا ہے، اس کے مطابق وہ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں بہت ہائی وولٹیج کے الیکٹریکل چارجز اس غیر نامیاتی کیمیائی مادے Inorganic Chemical کو نامیاتی مادے Organic Chemical میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ روس میں ۱۹۶۰ء میں اس کے لگ بھگ تجارب ہوئے تو انہوں نے مصنوعی طور پر اس قسم کے چارجز پیدا کر کے جو انہوں نے اندازہ لگایا تھا، اس وقت دنیا کا

مادہ Matter ہوگا، اس کا مواد مہیا کیا اور واقعتہً اس کے نامیاتی اشیاء Organic Particles یا مالیکیول پیدا ہو گئے۔

## سائنس دانوں کا اعتراف

پس قرآن کریم یہ جو فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کی پیدائش سے پہلے ایسی چیز پیدا کی جو آگ سے پیدا کی گئی تھی تو اس سے وہ جو مولویوں والا جناتی تصور ہے وہ ہرگز مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ آگ نے انسان کی تخلیق سے پہلے ایک بڑا بھاری کردار ادا کیا ہے اور اس سے کچھ بیکٹیریا قسم کی چیزیں وجود میں آئیں یا زندگی کے ابتدائی سیلز (Cells) وجود میں آئے۔ پھر جب انسانی آغاز ہوا یعنی وہ کیمیکلز جو انسان کے لئے Bricks بنانے کے لئے ضروری تھے وہ اس مواد سے الیکٹریکل چارجز کے نتیجہ میں پیدا ہوئیں تنہا نشوونما نہیں کر سکتی تھیں۔ پانی کا کردار اس میں لازمی تھا۔ چنانچہ وہ مواد پھر سمندر کے پانیوں میں حل ہوا تو پانی اور نمکیات کے باہمی ارتباط کے نتیجہ میں اس میں کچھ کیمیکل تبدیلیاں پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ یہ عمل عمل معکوس Reversible Process تھا۔ یعنی اگر کوئی اور سبب اللہ تعالیٰ پیدا نہ کرتا تو اس نے واپس پھر اسی حالت میں مڑتے چلے جانا تھا۔ ایک Reversible Chemical Actions ہوتے ہیں اور آگے بڑھ کر DNA کے لئے جو پیچیدہ مالیکیول چاہئیں وہ نہیں بن سکتے تھے۔ یہ چیز سائنٹیفک تحقیق سے ثابت ہوگئی ہے۔ پھر کیا ہوا؟ فرمایا...... ہم نے انسان کو کھنکتی ہوئی یعنی بجنے والی ٹھیکریوں سے پیدا کیا ہے۔ یہ عمل بیان ہوتا ہے۔ اب انسان ویسے تو حیران ہوتا ہے کہ انسانی تخلیق کا ٹھیکری سے کیا تعلق ہے؟ اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں خود کتاب بنا رہا ہوتا تو زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتا تھا کہ کیچڑ سے پیدا کیا کیونکہ کیچڑ میں کیڑے وغیرہ نکلتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن ٹھیکری کا تو کوئی تصور ہی نہیں آتا۔ اس زمانے سے آج تک کوئی انسان یہ نہیں سوچ سکتا تھا نہ کسی کتاب میں ذکر ہے کہ بجنے والی کھنکناتی ہوئی ٹھیکریوں سے انسان کو پیدا کیا لیکن اب سائنس نے اس سے پردہ اٹھایا ہے۔ سائنسدان ثابت کرتے ہیں کہ قرآن کریم کی یہ آیت سو فیصدی درست ہے کیونکہ جب وہ یہاں تک پہنچے کہ الیکٹریکل چارجز سے کچھ مادہ وجود میں آیا وہ پانی میں حل ہوا پھر کیمیکل ارتقاء کا عمل بڑھنا شروع ہوا تو وہاں Stuck ہوگیا کیونکہ عمل معکوس Reversible Process تھا۔ پانی کے اندر رہتے ہوئے وہ عمل ایسے مادے میں تبدیل ہو ہی نہیں سکتا تھا جو آگے کسی اور شکل میں بدل جاتا۔ پھر انہوں نے جائزہ لیا تو اب وہ قطعی طور پر ثابت ہوگیا ہے۔

## انسانی تخلیق اور اس کا حیرت انگیز ارتقاء

ہوا یہ ہے کہ سمندر آگے بڑھتا اور پیچھے ہٹتا رہتا ہے۔ اس نے اس قسم کے مادے کو یعنی کیمیکل مادے کو جس کا میں ذکر کر رہا ہوں اس کو ایسی جگہ پھینکا جہاں سیلیکون (Silicon) کا مادہ موجود تھا اور سیلیکون میں جذب ہونے کے بعد وہ ٹھیکریوں میں تبدیل ہوگیا اور وہ خشکی جو اگلے عمل کے لئے ضروری تھی وہ مہیا ہوگئی اور جب اس کی سطح پر وہ کیمیاوی تبدیلیاں پیدا ہوگئیں جو مکمل طور پر خشکی کو چاہتی تھیں تو پھر کیا بروقت اللہ تعالیٰ کا پروگرام تھا کہ پھر وہ سمندر دوبارہ بڑھا ہے کہیں پھر ان جگہوں میں داخل ہوگیا جہاں یہ مادہ ترقی پانے کے لئے تیار تھا۔ پانی اس کو بہا کر دوبارہ سمندر میں لے گیا اور عمل معکوس Reversible Process آگے

کیمیکل ارتقائی عمل میں تبدیل ہو گیا۔

پھر اس کے بعد حماءٍ مسنون کی باری آتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں زندگی پیدا ہونی شروع ہوئی کیونکہ کیمیکلز زیادہ مالیکیول میں تبدیل ہو گئے اور کسی ایسے مرحلے پر ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی امر ملا ہے جس سے لائف پیدا ہوئی ہے کیونکہ یہ کیمیکل عمل از خود لائف میں نہیں بدل سکتے۔ انسان جب مرتا ہے تو اس کے جسم کی کیمسٹری وہی رہتی ہے۔ جب تک آہستہ آہستہ شکست و ریخت کے عمل سے نہ گزرے۔ لیکن زندہ اور مردہ میں ایک فرق ہے جس کو آج تک سائنسدان نہیں سمجھ سکا اور غالباً نہیں سمجھ سکے گا۔ کیونکہ روح کا مسئلہ اتنا لطیف ہے کہ اس تک انسان کی پہنچ مشکل نظر آتی ہے مگر یہاں پر ایک فرق اور بڑا بھاری فرق یہ موجود ہے کہ ایک کیمیکل آرگنائزیشن بعینہٖ وہی موجود ہے لیکن ایک زندگی ہے اور ایک موت ہے تو خدا تعالیٰ نے کسی وقت اس کو زندگی میں بدلا ہے پھر حماءٍ مسنون کی باری آئی ہے

پھر حَمَاءٍ مَسْنُوْن سے وہ امیبا (Amoeba) پیدا ہوئے جس کو اللہ تعالیٰ نفس واحدہ کا نام دیتا ہے اور اس سے پھر مزید بڑھتے ہوئے جوڑے پیدا ہوئے جن سے آگے زندگی جاری ہوئی۔

یہ عمل شروع میں یعنی آغاز میں بوٹانیکل نیچر میں زیادہ تھے اور زولوجیکل نیچر کے کم تھے کیونکہ جو ابتدائی ذرات ہیں ان میں ابھی امتیاز نہیں پیدا ہو سکتا کہ یہ زولوجیکل جانور ہیں یا بوٹانیکل بینز (Beans) ہیں کیونکہ (Motality) یہ سارے عمل اور وہ سارے مظاہر جو بوٹانیکل لائف کو زولوجیکل لائف سے الگ کرتے ہیں وہ ابھی پوری طرح پیدا نہیں ہوئے۔ اس لئے...... کا دور یہاں سے شروع ہوتا ہے۔ کئی قسم کی بوٹانیکل لائف نے اپنا سر نکالا سمندر میں اور وہ جب کنارے پر بڑھتا تھا اور واپس آتا تھا وہاں وہ بیج چھوڑ دیتا تھا جس سے پھر خشکی کے نباتات کا آغاز ہوتا ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا، اس دور سے پھر وہ لائف بھی جنم لیتی ہے جس کو ہم زولوجیکل لائف کہتے ہیں اور پھر مُضغہ اور عَلَقَہ کا دور شروع ہوتا ہے۔ بعض علماء یہ سمجھتے ہیں کہ صرف ماں کے پیٹ میں جو لوتھڑا ہے بغیر ہڈی کے اور پھر خون والا اور پھر ہڈی اور پھر گوشت وغیرہ اس کا ذکر ہے حالانکہ قرآن کریم واضح طور پر کہتا ہے کہ ہم نے تمہیں جس طرح پیدا کیا اس مظہر کا تم نے مطالعہ کرنا ہو تو ماں کے پیٹ میں جو تمہیں شکلیں دی جاتی ہیں ان کا مطالعہ کرو جس کا مطلب یہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں آغاز زندگی سے لے کر انسانی نشوونما کی تمام تاریخ دوہرائی جاتی ہے اور تمام ارتقائی مراحل Miniature Evolutionary Stages آپ کو مختلف سانچوں میں مختلف لحات میں نشوونما پاتی ہوئی نظر آئیں گی۔ تو مضغہ اور علقہ کا دور یعنی بغیر ہڈی کے جانور جو گوشت جیسے جانور نہ ہوں بلکہ جس طرح سمندر میں جیلی فش جیسی چیزیں ملتی ہیں اس قسم کے جانوروں کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے ان کو ہم نے پہلے پیدا کیا اور ارتقائی ثبوت بھی یہی ہے کہ یہ جانور پہلے پیدا ہوئے کیونکہ جیسا کہ میں نے سارا سلسلہ بیان کیا قرآن کریم وضاحت سے فرما رہا ہے کہ ماں کے پیٹ میں ہم تمہیں جو شکلیں دیتے ہیں وہ تمہیں مدد دیں گی۔ اس مظہر کو سمجھنے میں کہ ہم نے انسان کو کس طرح پیدا کیا؟ تو اس لئے ہم قرآن کی طرف بات منسوب نہیں کر رہے۔ قرآن خود اپنی

وضاحت آپ کر رہا ہے۔

## قدرت کا عنوان

اس عمل کو یا ان حوالہ جات کو اگر زولوجیکل طالب علم سمجھے تو ارتقاء کی ایک قرآنی تصویر بنتی ہے جس میں اس کے عنوان کا ایک بڑا نمایاں فرق ہے۔ ایک ہے اندھا ارتقاء جس کو اکثر دہریے مانتے ہیں اور اب ان کے رستے میں روکیں پیدا ہوگئی ہیں کیونکہ مزید ایسا ثبوت مہیا ہوا ہے جس سے وہ چکر میں پڑ گئے ہیں اور ان کا ایک طبقہ مجبور ہوگیا ہے یہ کہنے پر کہ بے ترتیب ارتقاء جیسی کوئی چیز نہیں لیکن قرآن کریم نے تو آج سے چودہ سو سال پہلے بتا دیا تھا کہ اندھے ارتقاء کا نظریہ غلط ہے۔ قرآن آغاز سے ہی اس کا نام انسان رکھتا ہے یعنی فرماتا ہے انسان کے عنوان کے تابع یہ نشوونما ہو رہی تھی۔ اس کو آرگنائزڈ ارتقاء کہہ سکیں گے نہ کہ اندھا ارتقاء۔ اندھے ارتقاء اور آرگنائزڈ ارتقاء میں بنیادی فرق یہ کہ دہریہ کہتا ہے کہ یہ چیزیں اتفاقاً پیدا ہوتی رہیں اور اتفاقاً ان کو ہدایات ملتی رہیں اور اتفاقاً ہر مرحلہ کے بعد جو اگلا مرحلہ سامنے آیا وہ پہلے سے بہتر تھا۔ اس لئے وہ زندہ رہا اور اس طرح آہستہ آہستہ سارے مراحل میں آخر انسان پیدا ہوا۔

## ہستی باری تعالیٰ کا زبردست ثبوت

جیسا کہ میں نے کہا ہے اب تازہ ترین معلومات ایسی مہیا ہوگئی ہیں کہ جس سے اس تھیوری کو بالکل ردی کا ٹکڑا سمجھ کر پھینک دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حساب دانوں نے اس میں ایک بڑا کردار ادا کیا ہے۔ ابھی حال ہی میں امریکہ میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں بیالوجسٹ اور حساب دان شامل ہوئے۔ ایک حساب دان نے حساب کتاب سے ثابت کیا کہ تم جس قسم کے اتفاقات پر اپنے ارتقاء کی بناء رکھ رہے ہو وہ بے سمت Undirected ارتقاء ہے۔ مربوط ارتقاء میں تو کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا۔ ایک صاحب اقتدار ہستی موجود ہے جو شعوری طور پر اس عمل کی نشوونما کر رہی ہے جس طرح انسان Bricks رکھتا ہے یا حروف کو آگے پیچھے رکھ کر ایک بامعنی چیز بناتا چلا جاتا ہے۔ اس میں اتفاقات کے قانون Law of Chances کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا لیکن اگر ایک صاحب اقتدار ہستی نہ مانی جائے تو پھر ان کے جنم لینے کے امکانات کی کیا شکل بنتی ہے۔ یہ اس حساب دان نے پیش کی۔ اس نے کہا اس سے پھر یہ مشکل بنے گی کہ تم یہ تسلیم کرو کہ A-B-C-D-E-F سے آخر تک لکھے ہوئے پڑے ہوں اور ڈائس کی طرح تم ان کو پھینکو اور ایسا اتفاق ہو کہ A-B-C-D-E-F کونسوننٹ Consonant اور واولز Vowels اتفاقاً اس طرح گر پڑیں کہ بامعنی الفاظ بن جائیں اور پھر اتفاقاً وہ اس طرح آرگنائز ہو جائیں کہ ایک لفظ کے بعد دوسرا آنا چاہیے وہی آئے اور دوسرے کے بعد جو تیسرا آنا چاہیے وہی آئے پھر کامے اور فل سٹاپ بھی بیچ میں ڈالیں وہ بھی عین وہاں فٹ ہو جائیں اور بامعنی فقرہ بن جائے اور بامعنی فقرہ کافی نہ ہو بلکہ آپ ڈائیس کھینچتے جائیں اور ہر اگلا فقرہ ایک بامعنی گہرے مضمون پر مشتمل تیار ہوتا چلا جائے ایسی ۲۵ ہزار صفحے کی نہایت گہری علمی تحقیقات پر مبنی کتابیں اگر اتفاقاً پیدا ہو سکتی ہیں تو لائف بھی اتفاقاً پیدا ہوسکتی ہے ورنہ نہیں ہوسکتی۔

There are final Judgement of the knowledgeable scientists

جن کو اپنے علم پر عبور حاصل ہے۔ چنانچہ وہ پھر وہی

as you were ہوگئے ہیں۔ ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ Life کیسے Evolve ہوئی۔ یہ تو پتہ ہے کہ اس کے بعد یہ ہوا لیکن یہ کہ اس کے بعد وہ ہو کس طرح ہوسکتا تھا؟ اس کا کچھ پتہ نہیں۔ ایک اور امریکن سائنٹسٹ ہے Loyal اور ایک مسٹر سنگھا نے مل کر کتاب لکھی ہے جو بڑی دلچسپ ہے۔ انہوں نے اس پر غور کیا تو انہوں نے حساب کی رو سے ایک اور فارمولا پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ لمبے ارتقاء کو تو چھوڑو D.N.A کا پہلا Cell بنانے کے لئے اینزائمز Enzymes اور پروٹین کی اندرونی آرگنائزیشن کے لئے جتنے اتفاقات کی ضرورت ہے اتنی Astronomical Figure بنتی ہے کہ پہلا سیل بننا ہی نہیں تسلیم ہوسکتا کیونکہ جو عدد وہ حسابی طور پر طے کرتا ہے، وہ ایسی تعداد ہے کہ ساری کائنات کی (صرف ہماری گلیکسی کی نہیں) جس میں اربوں ایسی گلیکسیز ہیں اور ہر گلیکسی میں اربوں ستارے ہیں اور ہر ستارے میں ہمارے نقطۂ نگاہ سے ان گنت ایٹم ہیں اور ایٹمز کے آگے مزید حصے Sub Particles ہیں اور یہ بھی آگے تقسیم ہو رہے ہیں۔ یہ سب کچھ جتنا بھی ہے اگر ساری کائنات کے ذیلی حصے شمار کئے جائیں تو اتنا عدد نہیں بنتا جتنا اتفاق کے لئے چاہیے اور وہ عدد ہے دس ضرب چالیس ہزار حصے اور اگر منفی لگا دیں تو مطلب یہ ہے کہ ان سب میں سے ایک چانس ہوگا۔ اس بات کا کہ زندگی کا پہلا سیل اتفاقاً بن گیا۔ اس لئے قرآنی نظریہ ہی قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مربوط ارتقاء Guided Evolution ہے۔ دوسری جگہ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے ہر چیز کو پیدا ہی ارتقائی عمل سے کیا ہے۔ طباقاً یعنی درجہ بدرجہ ترقی دی ہے اور رب کے معنے بھی یہی ہیں کہ جو ایک دم پیدا نہ کرے۔ بلکہ ربوبیت کرے درجہ بدرجہ ترقی دے۔

بشکریہ ماہنامہ خالد، ربوہ پاکستان

## درخواست دعا

عزیز مبارک منصور ابن مکرم شمیم احمد صاحب ساکن ریشی نگر، جموں کشمیر تحریک وقفِ نو میں شامل ہے۔ عزیز کی عمر تقریباً گیارہ سال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو غیر معمولی حافظہ اور ذہانت سے نوازا ہے اور اس نے اس چھوٹی عمر میں پندرہ سال کے واقفین نو بچوں کا نصاب مکمل کرلیا ہے۔ عزیز کو وفاتِ مسیح، ختم نبوت سے متعلق بہت سی آیات، احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ مکمل یاد ہے۔ اسی طرح ادعیۃ القرآن اور ادعیۃ الرسول بھی یاد ہیں۔

قارئین مشکوۃ سے عزیز کے نیک خادم دین بننے، دینی و دنیوی ترقیات اور روشن مستقبل کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

**NAVNEET JEWELLERS**

01872-20489(S)
20233,20847(R)

**CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO**

**FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS**

(All Kinds of *rings* & *"Alaisallah"* rings olso sold here)

**Navneet Seth, Rajiv Seth**

Main Bazzar Qadian

# احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟

تقریر محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد
امام مسجد فضل لندن
(برموقعہ جلسہ سالانہ یوکے ۲۰۰۳ء)

قسط دوم

## خلافت احمدیہ کا انعام

جماعت احمدیہ نے دنیا کو نہ صرف حقیقی اسلام سے آگاہ کیا بلکہ وہ روحانی نظام قیادت بھی عطا کیا جس کو اسلامی اصطلاح میں نظام خلافت کہا جاتا ہے۔ یہ وہ بابرکت نظام ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں سے کیا کہ اعمال صالحہ کی شرط کے ساتھ یہ انعام انہیں ملتا رہے گا۔ قرون اولیٰ میں یہ نعمت خلافت راشدہ کی صورت میں عطا فرمائی جو بعد ازاں ملوکیت میں بدلی اور بالآخر بالکل ختم ہو کر رہ گئی۔ اس نعمت سے محرومی کے ساتھ مسلمان عملاً ہر اعتبار سے قعرِ مذلت میں گر گئے۔ ہر بات میں نحوست اور ہر میدان میں ہزیمت ان کا مقدر بن گئی۔

اللہ تعالیٰ نے احیاء اسلام کے لئے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ کو امتی نبوت کا منصب عطا کیا اور اپنے وعدہ کے مطابق کہ: "مَا كَانَتْ نبوة قطُّ اِلّا تَبِعَتْها خلافة (کنز العمال از علامہ علاؤ الدین علی جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۵ حدیث ۳۱۴۴۴ الطبعة الاولىٰ دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔۱۹۹۸ء)

جماعت احمدیہ میں نظام خلافت کو جاری فرمایا۔ وہ جنہوں نے اس نعمتِ خداوندی سے منہ موڑا وہ گمراہی اور تاریکی میں بھٹکتے رہے اور آج بھی محرومی اور ناکامی ان کا نصیب بنی ہوئی ہے۔ لیکن وہ جنہوں نے نورِ خلافت سے اپنے سینوں کو منور کیا، اس شمعِ خلافت پر پروانہ وار فدا ہوئے اور خلیفۂ وقت کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے جان و مال اور عزت و آبرو کے نذرانے پیش کرنے کو اپنی سعادت سمجھا، دیکھو اور سنو کہ ان پر کس طرح خدا تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں کی موسلا دھار برسات ہوئی۔

نظام خلافت کی برکت سے جماعت احمدیہ کو نیکی کے ہر میدان میں ترقی اور مضبوطی عطا ہوئی۔ خوف کی ہر حالت امن میں بدلتی رہی۔ آج ساری دنیا میں یہ واحد جماعت ہے جو خلافت کے بابرکت نظام سے فیضیاب ہے۔ جماعت کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ مخالفت کی ہر تحریک خلافت کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوتی رہی۔ پیغامیوں کا فتنہ ہو یا احراریوں کا، ۱۹۵۳ء کے ملک گیر ہنگامے ہوں یا ۱۹۷۴ء کے بھیانک فسادات اور یا ۱۹۸۴ء کے دلخراش واقعات جن کے نتیجہ میں پاکستان کی سرزمین جگہ جگہ معصوم احمدیوں کے خون سے رنگین ہوگئی، خلیفۂ وقت کی اولوالعزم قیادت اور رہنمائی میں جماعت ہر آزمائش کے وقت مومنانہ شان کے ساتھ آگے سے آگے بڑھتی رہی۔ خلافت کی برکت سے جماعت نے فتوحات کی بلندیوں کو چھوا اور اس کی فدایت، قربانی اور والہانہ عشق و وفا کے معیار بلند سے بلند ہوتے گئے۔ مصائب کے بھڑکتے شعلوں میں بھی کوئی ان کے چہروں کی مسکراہٹیں نہ چھین سکا۔ وہ جس نے کہا تھا کہ میں احمدیوں کے ہاتھوں میں کشکول پکڑا دوں گا وہ تختۂ دار پر لٹکتا نظر آیا اور جس نے یہ تعلّی کی تھی کہ میں قادیانیت کے کینسر کو ختم کر کے دم لوں گا وہ اسی دنیا میں جہنم کی آگ میں ایسا بھسم ہوا کہ جسم کا کوئی ایک حصہ بھی سلامت نہ رہ سکا۔

خلافت کا یہ انعام ایک خداداد انعام ہے۔ یہ نظام انسانی تدبیروں سے بلکہ خدا کے ہاتھ سے قائم ہوتا ہے۔ یہ نظام وحدتِ امت کی جان ہے۔ یہ شیرازہ بندی کی اساس ہے۔ یہ فتح و ظفر کی کلید ہے۔ یہ مومنوں کی ایمان و یقین کی نشانی ہے۔ اسی نظامِ خلافت سے اسلام کی حیاتِ نو وابستہ ہے۔ یہی وہ بابرکت آسمانی نظام ہے جس کے قیام کی بشارت ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان الفاظ میں دی تھی: ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلىٰ مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ.

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۷۳ مطبوعہ المکتب الاسلامی للطباعة و النشر بيروت)

خدائے ذوالمنن کا ہم پہ احسان ہے کہ اس نے ہمیں خلافت کی یہ نعمت عطا کی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ۷۲ فرقوں کے مقابل پر یہی وہ واحد جماعت ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس انعام کی مستحق اور صراط مستقیم پر گامزن ہے۔ پس یہ وہ عظیم الشان پیغام جو اللہ تعالیٰ نے اس نظام خلافت کے ذریعہ ساری دنیا کو دیا ہے کہ اے وہ لوگو جو حصارِ عافیت کی تلاش میں ہو، اگر تم واقعی امن و سلامتی کی راہوں کے متلاشی ہو تو آؤ اس نظامِ خلافت کے عافیت بخش سایہ تلے آجاؤ کہ آج اس سایہ کے سوا کوئی اور سایہ نہیں جو تمہیں حقیقی امن و سکون اور حقیقی زندگی عطا کر سکے۔ آؤ اس نظامِ وحدت کے سایہ

میں آجاؤ ورنہ یادرکھو کہ خلافت کے بغیر تمہارے نصیب میں گمراہی، بدنصیبی اورناکامی کے سوا کچھ نہیں۔امام الزمان کی یہ آواز سنو:

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

## نظام جماعت

ہمارے آقا و مولیٰ، حبیب خدا، محمد مصطفیٰ ﷺ سے پوچھا گیا کہ جب آخری زمانہ میں مسلمان ۷۳ فرقوں میں بٹ جائیں گے تو ان میں صحیح راستہ پر گامزن ایک خوش نصیب فرقے کو ہم کس طرح پہچان سکیں گے؟ صاحب جوامع الکلم ﷺ نے اس مشکل سوال کا جواب صرف دو لفظوں میں دیدیا۔ فرمایا: وَهِيَ الجَمَاعَة۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ بیروت و سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب افتراق الامم۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

خوب کان کھول کر سن لو کہ جنتی فرقہ کی نشانی یہ ہے کہ وہ ایک جماعت ہوگی۔نام بھی جماعت اور کام بھی جماعت۔ جماعت کے لفظ کی خوبی اس میں ہوگی۔اس ایک لفظ میں پہچان کی کنجی ہے۔ جماعت کا لفظ ایسی متحد اور منظم جمعیت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جو بنیانٌ مرصوص ہو جس کا ایک واجب الاطاعت امام ہو اور جماعت کا ہر فرد نظام کے ساتھ پوری طرح منسلک ہو۔آج دنیا کے پردہ پر اگر یہ کیفیت کسی اسلامی گروہ پر صادق آتی ہے تو وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے۔اور یہی وہ تصویر جماعت اور نظام وحدت اور منظم نظام جماعت ہے جو جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کی پراگندگی کے اس دور میں ان کو عطا کیا۔ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے نظام جماعت عطا کیا ہے جو علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہے۔خلیفہ خدا بناتا ہے وہ جماعت کا روحانی اور انتظامی سربراہ اور اسکا دل ہوتا ہے۔خلیفہ وقت خدا کو جوابدہ اور ہر فرد خلیفہ کو جوابدہ ہوتا ہے۔نظام جماعت کے تابع جماعت احمدیہ کے اندر ایک ایسا مضبوط، مستحکم اور تفصیلی نظام جماعت قائم ہے جو ہر پہلو سے بے مثال ہے۔

صدر انجمن احمدیہ جماعت کا مرکزی انتظامی ادارہ ہے۔مختلف شعبہ جات کے لئے نظارتیں قائم ہیں۔ پاکستان سے باہر کے ممالک میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے تحریک جدید کا وسیع نظام جاری ہے۔ دیہاتی علاقہ جات میں خصوصیت سے تبلیغ و تربیت کے لئے وقف جدید کا نظام موجود ہے۔اب اس کا دائرہ کار بیرونی ممالک تک وسیع ہو چکا ہے۔ دینی اور فقہی امور میں رہنمائی کے لئے دارالافتاء اور تنازعات کے نپٹانے کے لئے دارالقضاء کا نظام ہے۔نظام جماعت کے بعد سب سے اہم مشاورتی ادارہ مجلس شوریٰ کے نام سے ساری دنیا میں قائم ہے۔ترقی پزیر ممالک میں تعلیمی اور طبّی میدانوں میں خدمت کے لئے نصرت جہاں اسکیم جاری ہے۔ مالی امور کی نگرانی کے لئے بیت المال کا نظام ہر سطح پر مضبوط اور مستحکم ہے۔ جماعت کے اندر مردوں اور عورتوں کی دینی تعلیم و تربیت کی نگرانی اور ترقی کے لئے انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کی الگ الگ ذیلی تنظیمیں موجود ہیں جو براہِ راست خلیفہ وقت کی نگرانی میں کام کرتی ہیں۔اس کے علاوہ اس منظم نظام جماعت کے اندر متعدد ادارے قائم ہیں جو اپنے اپنے دائرہ کار میں مختلف تعلیمی، تربیتی، اشاعتی اور رفاہی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

یہ ایک بہت ہی اجمالی اور ناتمام خاکے ہیں۔اس عظیم الشان نظام جماعت کا جو جماعت احمدیہ میں قائم ہے یہ ایک مکمل انتظامی تربیتی اور روحانی نظام ہے جو اس دور میں خلافت راشدہ احمدیہ کے ذریعہ دنیا کو عطا ہوا ہے جس کی کوئی مثال سارے عالمِ اسلام میں بلکہ ساری دنیا میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ یہ نظام اپنی ذات میں صداقت احمدیت کا ایک زندہ نشان ہے۔ یہ اس کی پہچان بھی ہے اور اس کی غیر معمولی عالمگیر ترقیات کی جان بھی۔

## اختلافی مسائل میں صحیح فیصلہ

حدیث نبویؐ میں مذکور الفاظ حَكَماً عَدْلاً کے مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کے مابین اختلافی مسائل میں اللہ تعالیٰ سے علم پاکر صحیح فیصلہ فرمایا۔آپ نے مسلمانوں کو صحیح اسلامی حقائق کا عرفان عطا کیا۔غلطیوں سے آگاہ کیا اور مختلف امور کے بارہ میں ان کی غلطیوں کی اصلاح کی نیز عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا کہ دراصل یہی سچے اسلامی عقائد ہیں۔عقائد کی اصلاح کے میدان میں جماعت نے دنیا کو جو فیضان عطا کیا اس کی تفصیل بہت لمبی ہے۔ چند امور کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔

## وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مسلمانوں میں ایک بہت ہی خوفناک اور بے بنیاد یہ عقیدہ راہ پا گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ آج بھی آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہی آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہو کر امت محمدیہ کو ہولناک خطرات سے بچائیں گے اور ان کے نجات دہندہ ہوں گے۔ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ آنحضرت ﷺ کی ارفع شان سے متصادم اور سخت گستاخی کا موجب

ہے۔ کیوں کہ اس سے لازم آتا ہے کہ رسول پاک ﷺ تو مشکلات کی چکی میں پستے رہے۔ شعب ابی طالب کا واقعہ ہو یا ہجرت مدینہ کا۔ طائف کا سفر ہو یا غزوۂ احد اور حنین کا موقع ان سب مواقع پر اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ آپ کی تو مدد اور دستگیری نہ کی۔ اور جب حضرت عیسٰی علیہ السلام پر مشکل کی گھڑی آئی تو خدا تعالیٰ کی محبت اور قدرت جوش میں آگئی اور حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ وہ اب تک زندہ ہے اور جب آخری زمانہ میں امت مسلمہ ہر طرف سے حملوں کی زد میں ہوگی، جب دجالی طاقتیں ہر طرف سے اس پر چڑھ دوڑیں گی تو اس وقت یہی اسرائیلی نبی ان کے لئے نجات دہندہ کے طور پر آئے گا۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس کو لیکر عیسائی آنحضرت ﷺ کے مقابل پر حضرت مسیح ناصری کی فضیلت ثابت کرتے اور مسلمان اس خودساختہ غلط عقیدہ کی بناء پر کچھ بھی جواب دینے کے قابل نہ تھے۔

احمدیت آئی اور اس نے اس غلط عقیدہ سے عالم اسلام کو نجات بخشی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا پر واضح کیا کہ حیات مسیح کا عقیدہ قرآن مجید اور مستند احادیث میں کہیں کوئی ذکر نہیں۔ بلکہ قرآن مجید کی تمیں آیات اور بیشمار احادیث سے ان کی طبعی موت ثابت ہوتی ہے۔ عقلی طور پر بھی حیات مسیح کا عقیدہ صفات باری سے متصادم، شرک پیدا کرنے والا اور رسول اکرم ﷺ کی شان اقدس کو گرانے والا عقیدہ ہے۔ تاریخی شواہد اور زمانہ حال کے انکشافات سے بھی وفات عیسٰی کی تائید ہوتی ہے۔ احمدیت نے دنیا کو یہ نوید سنائی کہ آج امت مسلماں اپنی اصلاح اور رہنمائی کے لئے کسی غیر قوم کی رہنمائی کی محتاج نہیں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ آج ہر امت اور ساری انسانیت اپنی اصلاح کے لئے امت محمدیہ کی محتاج ہے۔ پس خوشی سے اچھلو اور سجدات شکر بجالاؤ کہ آج غلمان محمد سے ایک جلیل القدر روحانی فرزند کو اللہ تعالیٰ نے غلام احمد کے طور پر بھیجا ہے جو اپنے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے نقوش پا کی برکت سے امام الزمان بنایا گیا۔ دیکھو اور سنو اور دنیا کو بتا دو کہ

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

## ختم نبوت کا حقیقی مفہوم

فیضان ختم نبوت کے بارہ میں مسلمانوں میں غلط فہمی پائی جاتی تھی اور آج بھی بکثرت یہی عقیدہ مسلمانوں میں پایا جاتا ہے کہ جس وجود کو خدا تعالیٰ نے ساری کائنات کے لئے باعث رحمت بنا کر بھیجا اس نے آکر رحمت کو عام کرنے کے بجائے خدائی رحمت کے اعلیٰ ترین چشمۂ نبوت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے بند کر دیا۔ گویا جس نعمت کا وعدہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں کو ایک بشارت کے رنگ میں دیا تھا اس کا دروازہ کلیۃً بند اور مسدود کر دیا گیا۔ کیا اس سے زیادہ بھیانک اور خطرناک اور رسول پاک ﷺ کی ارفع و اعلیٰ شان سے متصادم کوئی اور عقیدہ بھی تصور میں آسکتا ہے۔ خاتم النبیین کے حقیقی مفہوم کو سمجھے بغیر لفظوں کے فقیر مسلمانوں نے اپنے غلط تصورات کے نتیجہ میں عیسائیوں کو رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور بدزبانی کے مواقع خود فراہم کئے۔ لیکن افسوس کہ ان کی غیرت و حمیت بیدار نہ ہوئی اور نہ انہیں غور و فکر اور تدبیر کرنے کی توفیق ملی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ببانگ دہل یہ اعلان فرمایا کہ ختم نبوت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت خاتم النبیین دنیا کے سب نبیوں سے اعلیٰ اور بزرگ اور برتر ہیں۔ کُل عالم کی نجات آپ کے دامن سے وابستہ ہے اور آپ کا فیضان قیامت تک جاری اور ساری ہے۔ اب ہر روحانی انعام اور برکت آپ کی غلامی سے مشروط کر دی گئی ہے۔ جو پائے گا آپ کے وسیلہ سے پائے گا اور جو اس در سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا:

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جواں مرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک نبی کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر، مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفےٰ و احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی۔''

(روحانی خزائن مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء جلد ۱۲ سراج منیر صفحہ ۸۰)

نیز فرمایا: ''اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے جو مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی اور آپ کی توجۂ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔''

(روحانی خزائن مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء جلد ۲۲ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۰ حاشیہ)

## قرآن مجید کا ارفع مقام

قرآن مجید کی یہ عظیم الشان نعمت امت مسلمان کو عطا کی گئی ہے لیکن افسوس کہ احمدیت کے ظہور کے وقت علم و معرفت اور ہدایت کا سرچشمہ یہ کتاب محض ایک سربستہ کتاب بن کر رہ گئی ہے۔ اسے پرانے قصوں کی کتاب کہا جانے لگا۔ بعضوں نے حدیث رسول کو قولِ خدا پر ترجیح دینی شروع کر دی۔ کتنی بدنصیبی کہ جو کتاب معارف کا خزانہ اور ھدیً للناس بنائی

گئی تھی قدر ناشناس مسلمان اس کی عظمت اور برکتوں سے کلیۃً بے بہرہ ہو گئے۔ ایسے وقت میں احمدیت آئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ اور آپ نے قرآن مجید کے حقیقی حسن و جمال سے دنیا کو آگاہ کیا۔ آپ نے قرآن مجید کو ایک زندہ کتاب کے طور پر پیش کیا۔ آپ نے نسخ قرآن کے عقیدہ کا بطلان قوی دلائل سے کیا اور ثابت کیا کہ اس عظیم کتاب کا ایک ایک لفظ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس کا ایک شعشہ قیامت تک منسوخ یا تبدیل نہیں ہو سکتا۔ یہ کتاب علوم اور معارف کا خزانہ اور کل دنیا کی نجات کا سرچشمہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یقیناً یہ سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان سے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔''

(روحانی خزائن مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء جلد ۱۰ اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۸ تا ۱۲۹)

آپ نے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔''

(روحانی خزائن مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء جلد ۱۹ کشتی نوح صفحہ ۱۵)

قرآن مجید سے سچی محبت کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

''حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔''

(روحانی خزائن مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء جلد ۱۹ کشتی نوح صفحہ ۲۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام نے قرآن مجید کی ایسی عظیم الشان خدمت کی، گراں قدر رموز معرفت بیان فرمائے اور اپنی جماعت میں خدمت قرآن اور عشق قرآن کا ایسا جذبہ پیدا کیا کہ غیروں نے بھی برملا اس کا اظہار کیا۔ ایک معزز غیر احمدی صحافی میاں محمد اسلم نے مرکز احمدیت قادیان جا کر جو کچھ دیکھا اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں مَیں نے قادیان میں دیکھی کہیں نہیں دیکھی..... احمدی قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا...... جس طرف نظر اٹھتی تھی قرآن ہی قرآن نظر آتا تھا۔ غرض قادیان کی احمدی جماعت...... ایسی جماعت ہے جو دنیا میں عملاً قرآن مجید کی خالصۃً للہ پیرو اور اسلام کی فدائی ہے۔

(بحوالہ البدر قادیان ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ جلد ۱۳ نمبر ۲ صفحہ ۶ تا ۹)

احمدی سینوں میں قرآن مجید کی اس سچی محبت کا ایک ایمان افروز نمونہ اس عاجز نے لندن میں دیکھا کہ ہمارے ایک انگریز مخلص احمدی داؤد سمرز مرحوم نے ستر سال کی عمر میں سچی محبت اور عقیدت سے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا اور دس سپاروں سے اپنے دل کو منور کر چکے تھے کہ ان کو آخری بلاوا آ گیا۔

الغرض احمدیت نے غلط عقائد کی بیخ کنیکرتے ہوئے دنیا کو ان سچے عقائد و نظریات سے روشناس کرایا جو خدا تعالیٰ کی عظمت اسلام کی شوکت اور رسول خدا ﷺ کی بلند شان کو ثابت کرنے والے تھے۔ اس طرح زمانہ کے حَکَم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے چہرہ کو سب داغوں سے پاک و صاف کر دیا اور آپ کا مقصدِ بعثت بتمام و کمال پورا ہوا اور آپ نے فرمایا تھا:

''خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء جلد ۳ صفحہ ۱۲۷ اشتہار ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء)

ان تین بنیادی امور کے علاوہ احمدیت نے مسلمانوں میں مروّجہ جن غلط عقائد کی اصلاح کی اور مسلمانوں کو صراط مستقیم کی راہ دکھائی ان میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد دجال کی حقیقت جہاد کا صحیح اسلامی تصور، توحید حقیقی، قرآن و احادیث کا مقام و مرتبہ، وغیرہ بیشمار امور ہیں۔ جن کا تفصیلی ذکر جماعتی لٹریچر میں موجود ہے۔

## روحانی خزائن

آیت کریمہ:

هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۞ (سورة الصف: ۱۰)

کے مطابق یہ مقدر تھا کہ آنے والا موعود اسلام کو دیگر ادیان پر غلبہ عطا کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ یہ پیشگوئی بڑی عظمت اور شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ اس کا ایک شاندار نمونہ جلسہ اعظم مذاہب تھا جو لاہور میں ۱۸۹۶ء میں منعقد ہوا۔ اس میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے مقررہ پانچ سوالوں کے جواب میں اسلامی اصول کی فلاسفی اس خوبصورتی سے بیان فرمائی کہ سب نے اس بات کا برملا اقرار کیا کہ مضمون سب پر بالا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی جناب سے علوم و معارف عطا فرمائے اور ان کے بیان کرنے کا انتہائی دلکش

اور مؤثر انداز بھی سکھایا۔ آپ کے الفاظ میں ایسی غیر معمولی تاثیر ہے کہ دلوں کو تسخیر کرتی چلی جاتی ہے۔ اس بات کا اعتراف مخالفین نے بھی کیا اور آپ کی وفات پر امام الھند مولانا ابوالکلام آزاد نے تو آپ کو ایک فتح نصیب جرنیل قرار دیا۔

آپ کو عطا ہونے والا یہ علم کلام دراصل وہ آسمانی حربہ ہے جو باطل کے سب قلعوں کو مسمار کرتا چلا جاتا ہے اس کی لاثانی تاثیرات کا یہ عالم ہے کہ آپ کے وصال کے بعد بھی یہ لازوال علم کلام غلبہ اسلام کا ایک کامیاب ذریعہ ثابت ہو رہا ہے۔ معارف کے اس سمندر سے احمدی مبلغین تو فائدہ اٹھاتے ہی ہیں غیر احمدی علماء بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کو اپنے بیانات اور تحریرات میں بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ مگر حوالہ دینے کی جرأت نہیں رکھتے۔ یہ ہے وہ زبردست علم کلام جو احمدیت نے دنیا کو دیا جو ہر میدان مقابلہ میں فتح کی ضمانت ہے۔ بالخصوص عیسائیوں کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل تو گویا ایسے پتھر ہیں جن کا جواب وہ ہرگز نہیں دے سکتے۔ رسول پاک ﷺ نے آنے والے موعود کا ایک کام کسرِ صلیب بیان فرمایا تھا۔ اس کا شاندار ظہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اور بعد کے ہر زمانہ میں بڑی شان سے نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اپنے باطل شکن دلائل سے پادری لیفرائے کو ایسا لاجواب کیا کہ مولوی نور محمد صاحب نے تسلیم کیا کہ آپؑ نے تو ہندوستان سے لیکر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دیدی۔

(دیباچہ معجز نما کلاں قرآن شریف مترجم مطبوعہ ۱۹۳۴ء صفحہ ۳۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو جو روحانی خزائن عطا فرمائے وہ ۹۰ سے زائد کتب کی صورت میں شائع شدہ ہیں۔ آپؑ کے بعد آپ کے خلفاء کرامؒ نے اس سلسلہ کو جاری رکھا اور پُر معارف کتب کی صورت میں نئے سے نئے علوم دنیا کو عطا کرتے رہے۔ علماء سلسلہ نے اس شیریں چشمہ سے اکتساب فیض کرتے ہوئے عظیم الشان تصانیف کا تحفہ دنیا کو دیا۔ ۵۷ تراجم قرآن کی اشاعت، تفاسیر القرآن، احادیث کی تشریحات، مختلف اسلامی موضوعات پر تصانیف اور مسائل حاضرہ کے موضوعات پر کتب کی اشاعت، دنیا بھر کی زبانوں میں ان کتب کے تراجم مرکز سلسلہ کے علاوہ مختلف ممالک سے شائع ہونے والے اخبارات و رسائل یہ سب احمدیت کے علمی و روحانی فیضان کے دھارے ہیں جو ہر سمت تیزی سے بہتے چلے جا رہے ہیں۔ علوم و معارف کی یہ عظیم دولت ہے جو احمدیت نے دنیا کو عطا کی۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا:

"جو مجھے دیا گیا ہے وہ محبت کے ملک کی بادشاہت اور معارف الٰہی کے خزانے ہیں۔ جن کو بفضلہ تعالیٰ اس قدر دوں گا کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں گے۔"

(روحانی خزائن مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء جلد ۳ ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۶)

یہ ارشاد پڑھتے ہوئے ذہن فوراً اس حدیث نبوی کی طرف چلا جاتا ہے جس میں یہ پیشگوئی مذکور ہے کہ **یُفیض المالَ حتّیٰ لایَقْبَلُہٗ احدٌ**

(بخاری کتاب بدء الخلق باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام)

کہ آنے والا مسیح اس قدر مال تقسیم کرے گا کہ کوئی لینے والا نہیں ملے گا۔ آج یہ پیشگوئی کس شان سے پوری ہو چکی ہے۔ مسیح محمدی نے علوم و عرفان کے خزانے پانی کی طرح بہا دئے اور دنیا کو سیراب و شاداب کر دیا۔ آپؑ نے کیا خوب فرمایا ؎

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

## خدمت کے میدان میں سرگرم عمل

احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟ سوال یہ ہے کہ نیکی اور خوبی کی میدان میں وہ کونسی چیز ہے جو جماعت احمدیہ نے دنیا کو نہیں دی۔ کسی قوم یا جماعت کی دولت تو اس کے افراد ہوتے ہیں جن کے مجموعہ سے جماعت بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کردی اس جماعت کو ایسے نابغۂ روزگار افراد عطا فرمائے جن کی تعداد اپنی کیفیت اور کمیت کے اعتبار سے دن بدن بڑھتی چلی جارہی ہے۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد ہر جگہ خدمت انسانیت کے جذبہ سے اپنے اپنے ملک میں قوم اور انسانیت کی خدمت میں مصروف ہے۔ ہر ملک میں جماعت احمدیہ معاشرہ کی خدمت میں بھرپور طور پر شامل ہے۔ اس عمومی خدمت کے علاوہ جس کا اعتراف ہر جگہ پر کیا جاتا ہے اس جماعت کی تاریخ گواہ ہے کہ جماعت کے خلفاء اور عمائدین نے اور ایسے افراد جماعت نے جن کو اللہ تعالیٰ نے مختلف شعبہ ہائے زندگی ایک امتیازی مقام عطا کیا اپنی خدمات کو قوم و ملک اور انسانیت کے لئے ہمیشہ وقف رکھا۔

پوچھنے والے پوچھتے ہیں کہ احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟ میں کہتا ہوں کہ احمدیت کی تاریخ پر نظر کرو اور دیکھو کہ کس طرح اس جماعت نے اپنے جگر گوشے دنیا کی خدمت کے لئے پیش کئے۔ خدمت کا کوئی میدان ہو جماعت کے یہ سپوت مشرق اور مغرب میں ہر میدان میں ایک نمایاں شان رکھتے ہیں۔ لسانیات کی دنیا میں حضرت شیخ محمد احمد مظہر کی خدمات، افریقہ کی ترقی اور تعمیر میں شیخ عمری عبیدی کی خدمات، پاکستان کی معاشی اور اقتصادی ترقی اور استحکام میں حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی خدمات اور

ملک کے دفاع اور حفاظت کے باب میں لیفٹننٹ جرنیل اختر حسین ملک، لیفٹننٹ جرنیل عبدالعلی ملک اور مجاہدین فرقان فورس کی خدمات کو کسطرح کوئی شریف انسان فراموش کر سکتا ہے۔ سائنس کے میدان میں ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام نے جو کام کیا اور جو نام کمایا وہ کسی تعرف کا محتاج نہیں۔ ارض پاکستان کے اس نامور سپوت نے نوبل انعام حاصل کر کے پاکستان کا ہی نہیں سارے عالمِ اسلام کا سر فخر سے بلند کر دیا اور پھر انعام کی ساری رقم وطنِ عزیز اور سائنس کی ترویج میں وقف کر کے قربانی کی ایک روشن مثال قائم کی۔ اس احمدی سائنسدان نے مسلمانوں کو ایک حوصلہ اور عزم بخشا۔ اعتماد عطا کیا اور ترقی کا جذبہ دیا۔ وطنِ عزیز کا قیام اور استحکام کی خدمت عالمگیر اُفق پر عدل و انصاف اور قانون کی خدمت اور سب سے بڑھ کر یہ کہ متعدد اسلامی ملکوں کو آزادی کی نعمت سے ہمکنار کرنے میں حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات دنیا کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جا چکی ہیں۔ کون صاحب علم ہے جو اس فرزندِ احمدیت کی ان ہمہ گیر بے لوث اور امتیازی خدمات سے لاعلمی کی جرأت کر سکے۔ سوائے ان بے بصیرت مُلّاؤں کے جن کے بارہ میں پاکستان کی عدالت عالیہ کے چیف جسٹس منیر کو یہ الفاظ کہنے پڑے تھے کہ

''چودھری ظفر اللہ خان نے مسلمانوں کی نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں۔ ان کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالت تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ شرمناک ناشکر پن کا ثبوت ہے۔''

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء صفحہ ۲۰۹ شائع کردہ حکومت پنجاب)

کس کس میدان میں جانثار احمدی سپوتوں کی کس کس خدمت کا ذکر کیا جائے۔ یہ خدمات تو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلی پڑی ہیں۔ یہ تاریخ کا ایسا حصہ بن چکی ہے، جس کو ہرگز مٹایا نہیں جا سکتا۔

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

### بے لوث خدمت خلق

احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟ مختلف پہلوؤں سے اس کے مختلف جواب دئے جا سکتے ہیں۔ ایک پہلو یہ ہے کہ احمدیت نے اپنا سب کچھ دنیا کو دیا۔ ہر وہ نعمت جو خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو عطا کی، جماعت نے اس نعمت کو دنیا کی فلاح و بہبود میں خرچ کرنے اور دینے سے کبھی بھی بخل سے کام نہیں لیا کیونکہ بخل اور تنگ نظری اس جماعت کے خمیر میں شامل ہی نہیں۔ جماعت احمدیہ تو ساری دنیا کی ایک خادم جماعت ہے۔ ایک بے لوث خادم، ایک انتھک خدمت گزار جماعت جو اس اصول پر سرگرم عمل ہے کہ ''محبت سب کے لئے۔ نفرت کسی سے نہیں'' پس اس جماعت نے اپنی ہر چیز دنیا کو دی۔ ہر وہ نعمت جو خدا نے اس کو عطا کی اسے بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے وقف رکھا۔

تاریخ احمدیت اس بات پر گواہ ہے کہ جب بھی خدمت کا کوئی میدان نظر آیا جماعت احمدیہ کے سرفروش ہمیشہ بے لوث خدمت کے جذبہ سے، بلا امتیاز مذہب و ملت اس میدان میں کود پڑے۔ جماعت کی تعداد کم اور وسائل محدود۔ مالی لحاظ سے جماعت کسی حکومت سے نہ کبھی مدد لیتی ہے نہ اس کی طالب۔ اس کی ساری پونجی تو وہ چندے ہیں جو اس جماعت کے جانثار بڑی محنت سے کمائی ہوئی آمد میں سے، اپنا پیٹ کاٹ کر، اپنی ضروریات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے جماعت کی جھولی میں ڈالتے ہیں۔ اس کم مائیگی کے باوجود خدمت خلق کے میدان میں ہر جگہ یہی جماعت دن رات سرگرم عمل نظر آتی ہے۔ افریقہ کے کسی ملک میں فاقے اور قحط سالی کا امتحان ہو۔ گجرات میں زلزلہ سے متاثرین کی ضرورت ہو۔ پاکستان میں سیلاب زدگان کی امداد کا سوال ہو یا جاپان جیسے ترقی یافتہ ملک میں زلزلے سے بے گھر ہونے والوں کو کھانا مہیا کرنے کا موقع ہو، جماعت احمدیہ کے رضاکار خدمت کا علم اٹھائے، سر جھکائے خدمت میں مصروف نظر آتے ہیں۔ جماعت کی عالمگیر رفاہی تنظیم Humanity First کسی جگہ پیاسے لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کرتی ہے تو کسی جگہ آنکھوں سے معذور لوگوں کو نورِ بصارت کا تحفہ دیتی ہے، جن کے اعضاء کاٹ دئے گئے ان کو مصنوعی اعضاء مہیا کرتی ہے۔ بے خانماں لوگوں کے گھر بناتی ہے اور گھر گھر جا کر بھوکے افراد کو کھانا اور بچوں کو دودھ مہیا کرتی ہے۔ یہ ساری خدمت کسی شہرت کے لئے نہیں کرتی نہ کسی دنیاوی جزا کے لئے بلکہ محض رضائے باری کی خاطر کہ یہی اسلام کی تعلیم ہے اور یہی احمدیت کا شعار ہے۔

جماعت احمدیہ ایک دینی اور روحانی جماعت ہے۔ اس کا مقصد ساری دنیا والوں کو خدا تعالیٰ کی طرف بلانا، اسلام کی دعوت کو اکناف عالم تک پہنچانا اور بنی نوع انسان میں ایک پاکیزہ انقلاب برپا کرنا ہے۔ ان مقاصد عالیہ کے ساتھ ساتھ جماعت اپنے محدود وسائل کے ذریعہ حتی الامکان بنی نوع انسان کی علمی، سماجی اور جسمانی فلاح و بہبود کے لئے دن رات سرگرم عمل رہتی ہے کہ یہ بھی دین اسلام کا حصہ ہے اور خدا کی نظر میں پسندیدہ۔ دنیا کے وہ ممالک جن میں تعلیمی اور طبی سہولتوں کا فقدان یا کمی ہے ان ممالک میں جماعت احمدیہ نے اس خدمت کا علم سالہا سال سے بلند کر رکھا ہے اور بلا امتیاز مذہب و ملت، بنی نوع انسان کی سچی اور بے لوث خدمت کے جذبہ سے سرشار ہر میدان میں مصروف عمل ہے۔

جہاں تک اعداد و شمار کا تعلق ہے اس وقت دنیا کے ۱۷۶ ممالک میں

جماعت مستحکم طور پر قائم ہو چکی ہے۔ ۱۳۲۹۱ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ اس روحانی فیض رسانی کے ساتھ ساتھ اس وقت جماعت کی طرف سے ترقی پذیر ممالک میں ۳۷۳ سکول اور ۵ کالج جاری ہیں جو لاعلمی کی تاریکیوں میں علم کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ اسی طرح ۳۶ ہسپتال جاری ہیں جہاں غرباء کو بلا معاوضہ طبی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ خدمت خلق کے میدان میں ایک اور عظیم خدمت جو جماعت احمدیہ نے خلافت رابعہ کے دور میں سرانجام دی وہ ہومیو پیتھی کے ذریعہ ساری دنیا میں اس مفید اور مؤثر ذریعہ علاج کا عام کرنا ہے۔ اس کا سہرا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے سر پر ہے جنہوں نے دن رات ایک کر کے اس بارہ میں لیکچرز بھی دئے اور کتب بھی لکھیں اور عملی طور پر ساری دنیا میں اور بالخصوص غریب ممالک میں ہومیو پیتھی ڈسپنسریوں کا جال بچھادیا۔ اس وقت ۵۵ ممالک میں ۶۳۲ شفاخانے قائم ہو چکے ہیں۔ غریب اور مفلوک الحال لوگوں کے لئے یہ غیر معمولی طور پر مؤثر علاج اتنی وسعت اور سہولت سے مہیا ہو گیا ہے کہ عملاً ہر احمدی گھرانہ ایک مرکزِ شفا بن گیا ہے جس کا فیض صرف احمدیوں تک محدود نہیں بلکہ کُل دنیا تک پہنچ رہا ہے۔

یہ عظیم کارنامہ، بے لوث خدمتِ انسانیت کی یہ سنہری مثال لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُوْرًا (سورۃ الدھر آیت ۱۰) کی زندہ تفسیر ہے اور ان لوگوں کے لئے ایک جواب ہے جو یہ پوچھتے ہیں کہ احمدیت نے دنیا کو کیا دیا ہے۔

## ایم ٹی اے M.T.A.

اس سوال کا ایک اور جواب یہ بھی ہے کہ احمدیت نے دنیا کو عالمگیر نشریاتی ذریعہ m.t.a دیا جو ساری دنیا میں حقیقی اسلام کی واحد آواز ہے۔ ایک وقت وہ تھا کہ ساری دنیا میں جماعت کے پاس اپنا کوئی نشریاتی نظام نہ تھا۔ نہ ٹی وی تھا نہ ریڈیو۔ کسی ریڈیو پر چند منٹوں کا وقت لینا بھی مشکل ہوتا تھا۔ جماعت کی شدید خواہش تھی کہ کسی طرح دنیا کے کسی ملک میں خواہ کسی چھوٹے سے ملک میں ہی ہو دنیا کے کسی کونے میں کوئی چھوٹا سا ریڈیو قائم کرنے کی توفیق مل جائے جس سے ہم احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی آواز دنیا تک پہنچا سکیں اور دنیا کو بتا سکیں کہ جس مہدی نے آنا تھا۔ جس مہدی نے آنا تھا، جس مسیح موعود کی آنے کی خبر دی گئی تھی وہ آ گیا ہے۔

لیکن اس مقصد کے حصول کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی اور پھر وہ وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ نے گویا چھپّر پھاڑ کر m.t.a کا یہ عظیم عالمگیر تحفہ کچھ اس انداز میں اچانک مہیا کر دیا کہ کسی کو بھی اس کی توقع نہ تھی۔ اس انعام پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ۔

اِسمعوا صوتَ السماءِ جاءَ المسیح جاءَ المسیح

کہ آسمان کی آواز سنو جو یہ اعلان کر رہی ہے کہ مسیح آ گیا، مسیح کا ظہور ہو گیا۔ آپ کا یہ اعلان ان آسمانی نشانوں کے متعلق تھا جو پے در پے ظاہر کر آپ کی سچائی کا اعلان کر رہے تھے۔ لیکن دیکھو کہ خدائے ذوالمنن نے کس طرح اس بات کو لفظاً اور معناً بھی حقیقت بنا دیا کہ آج سارے عالمِ اسلام میں صرف ایک جماعت احمدیہ ہے جس کا اپنا ایک مستقل ٹیلی ویژن سٹیشن ہے جو 24 گھنٹے دنیا کی مختلف زبانوں میں اسلام و احمدیت کا پیغام نشر کر رہا ہے۔ آج روئے زمین پر کوئی ایک گوشہ بھی ایسا نہیں جہاں توحید کی یہ منادی سنائی نہ دیتی ہو۔ خدائے رحمان کا کتنا کرم ہے کہ آج دنیا میں کسی اور مذہب کا کوئی ایسا نشریاتی ادارہ نہیں جس کی آواز ساری دنیا میں جاتی ہو۔ لیکن خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے قائم کردہ اس جماعت احمدیہ کا یہ Television ایسا ہے جس کی آواز دنیا کے چپے چپے میں سنائی دیتی ہے اور قریہ قریہ، بستی بستی توحید کی منادی ہو رہی ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟ میں کہتا ہوں اے دنیا کے بسنے والو! اے جزائر کے رہنے والو! اے جنگلات کے باسیو! اٹھو اور اپنے ٹیلی ویژن On کر کے اس آسمانی آواز کو سنو جو آج تمہارے گھروں میں پہنچ چکی ہے اور تمہیں اس خدا کی طرف بُلا رہی ہے جس کو تم بھول بیٹھے ہو۔ سنو اس مسیح الزمان کی آواز کو سنو۔ جو تمہیں اسلام کی طرف بُلا رہا ہے۔ تمہیں سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام دے رہا ہے۔ ہاں یہ وہی آواز ہے جو ایک زمانہ میں قادیان سے اٹھی اور اب دیکھو کہ کس شان کے ساتھ اس کی صدائے دلنوا اور اس کی گونج سارے عالم میں سنائی دے رہی ہے۔

گر نہیں عرشِ معلّیٰ سے یہ ٹکراتی تو پھر
سب جہاں میں گونجتی ہے کیوں صدائے قادیاں

احمدیت نے m.t.a. کے ذریعہ اسلام کو ایک زبان عطا کی ہے۔ احمدیت نے دنیا کو ایک آواز عطا کی ہے جو اکناف عالم میں سعید فطرت لوگوں کے دل اسلام کے لئے جیت رہی ہے۔ دنیا کے اکناف میں یہ آواز دلوں کے دروازوں پر دستک دے رہی ہے۔ سخت معاند مولوی حضرات بھی دروازے بند کر کے یہ آواز سنتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ یا تو ضمیر مردہ ہو جانے کی وجہ سے ان کے پتھر دلوں پر صداقت کا اثر نہیں ہوتا یا پھر ملازمت اور روزی کا مسئلہ آڑے آ جاتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آج m.t.a. اسلام کے حق میں ایک زبردست آواز بن کر اُبھرا ہے۔ اور اندر ہی اندر ایک عظیم روحانی انقلاب برپا ہو رہا ہے۔ جس کے نتائج روشن سے روشن تر ہوتے جا رہے ہیں۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

# سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُسلوب جہاد

دوسری قسط (آخری)

تقریر محترم مولانا لئیق احمد صاحب طاہر - لندن

(برموقعہ جلسہ سالانہ یوکے ۲۰۰۳ء)

حضرات! خاکسار مناسب سمجھتا ہے کہ اس جگہ اس اعتراض کا جواب دیا جائے جو جہاد کی حرمت سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ پر کیا جاتا ہے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ مخالفین احمدیت حضورؑ کی کتب میں سے ایک حوالہ بھی پیش نہیں کر سکتے جس میں یہ ذکر ہو کہ جہاد سے متعلق نعوذ باللہ آیات قرآنیہ منسوخ قرار دی جاتی ہیں۔

ہمارا چیلنج ہے کہ دشمنانِ احمدیت ایک بھی حوالہ پیش نہیں کر سکتے جس میں یہ ذکر ہو کہ حضورؑ نے قیامت تک جہاد کو منسوخ قرار دے دیا ہے۔

آپ کا یہ عقیدہ تھا اور جماعت احمدیہ آج بھی اس پر قائم ہے کہ ایک پُرامن حکومت کے سائے تلے رہتے ہوئے جو آپ کو مکمل مذہبی آزادی دیتی ہو مذہب کے نام کی آڑ میں، اسلام کی تبلیغ اور نفاذ کے لیے، اس کے خلاف تلوار اٹھا کر جہاد کرنا قطعی طور پر حرام ہے۔

(دیکھیں براہین احمدیہ حصہ سوئم ٹائٹل پیج ا،ب مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے فتنہ وفساد پیدا کرنے کے لیے اسلام کے پاک نام اور جہاد کے مقدس فرض کو Exploit کرنے سے منع فرمایا۔

چنانچہ آپ نے فرمایا

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اس شعر میں دین اور اَب کے الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اُسلوب جہاد بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ ہمارے دین کی اشاعت کے لیے جنگوں کی اجازت نہیں ہے۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی تلوار نہیں اٹھائی۔ اسلام کی ساری جنگیں دفاعی تھیں۔ ہاں جب دشمن نے تلوار کے زور سے اسلام کو مٹانا چاہا تو خدا تعالیٰ نے لمبے عرصہ کے بعد تلوار کا جواب تلوار سے دینے کی اجازت دی۔ فرمایا

دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

یعنی اب وہ حالات نہیں جو نبی پاک کے زمانہ میں تھے۔ اسلئے اب قلم کے جواب میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے جواب میں نیز ڈپلومیسی کے جواب میں بندوق چلانے کی اجازت نہیں۔

قلم کے جواب میں قلم سے جواب دیا جائے۔ ہاں جب حالات تبدیل ہو جائیں اور اسلام کے مٹانے کے لیے نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ جیسے حالات ایک بار پھر لوٹ آئیں تو جہاد کی اَبدی آیات قرآنیہ ہمیں ایک بار پھر دفاعی جنگوں کے لیے دعوتِ مُبارزت دیں گی۔

اب حضورؑ کی اُس نظم کے چند اور اشعار سنئے جس میں حضورؑ وضاحت سے فرمارہے ہیں کہ آج دین کی اِشاعت کے لیے کیوں جنگوں کی مُمانعت ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نُور خدا کا نُزول ہے
منکر نبی کا ہے جو یہ اعتقاد ہے
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سیّدِ کونین مصطفٰے
عیسٰی مسیح جنگوں کا کردے گا التواء
یہ حکم سن کے جو بھی لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں
کردے گا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں
ظاہر ہے خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ عزمِ مُقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی

دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی
سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی
اک پھوٹ پڑ رہی ہے مؤدّت نہیں رہی
تم مرگئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے
کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے
اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں
روتے رہو دعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہوگئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہوگئے
اب تم تو خود ہی موردِ خشمِ خدا ہوئے
اُس یار سے بشامتِ عصیاں جدا ہوئے
اب غیروں سے لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بن کے محلِ سزا ہوئے
ایسا گماں کہ مہدیٔ خونی بھی آئے گا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائے گا
اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں
یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

اس تفصیل کالبّ لُباب یہ ہے کہ دینی اغراض کے لیے۔تبلیغ کے لیے، اشاعت اسلام کے لیے دین کے نام پر نہ کبھی سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھائی نہ اب اس کی اجازت ہے۔

ے دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور جدال

ہاں اسلام کی عزت وحرمت کے لیے، اپنے وطن عزیز کی حفاظت کے لیے، اپنی جان، مال اور عزّت کی حفاظت کے لیے اور دفاعی جنگوں سے اسلام منع نہیں کرتا لیکن اس کے لیے شرط ہے کہ دشمن پہل کرے۔

هُمْ بَدَءُ وْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (سورۃ توبہ ۱۳ : ۹)

اس کے لیے لازم ہے کہ آپ مظلوم ہوں ظالم نہ ہوں

بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا (سورۃ الحج ۴۰ : ۲۲)

اگر یہ شرائط پوری ہوں اور واجب الاطاعت امام کے سایہ تلے آپ کو دفاعی جنگ لڑنا پڑے تو ربّ کائنات کا یہ وعدہ ہے کہ اِنَّ اللّٰـهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ (سورۃ الحج ۴۰ : ۲۲)

ہاں! جنگ کا آخری نتیجہ ثابت کردے گا کہ یہ جنگ آپ نے قرآن اور سنّت کی غلامی میں کی ہے یا محض نفس کے تکبّر اور اَنانیت اور دیگر دنیوی مفادات کی خاطر۔

احباب کرام! مسئلہ جہاد پر جماعت احمدیہ کے ساتھ کامل اتحاد اور اتفاق کرنے والے علماء اور محققین کی ایک لمبی فہرست ہے۔ان میں سے نمونہ کے طور پر چند ایک کے نام درج ذیل کیے جاتے ہیں:-

۱-حضرت امام فخر الدین رازی (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۴۹۰ مصری)
۲-جناب عبدالحق حقانی (تفسیر حقانی جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۱۲)
۳-علامہ سر محمد اقبال (پیغام صلح ۴ر جنوری ۱۹۲۸ء)
۴-حضرت سیّد احمد بریلوی مجدد الف ثالث (مسلمانوں کا روشن مستقبل)
۵-حضرت محمد اسمٰعیل شہید (حیات طیبہ)
۶-نواب صدیق حسن خان (ترجمان وہابیہ صفحہ ۶۱، ۱۵، ۱۷)
۷-مولوی محمد حسین بٹالوی (ترجمان وہابیہ صفحہ ۶۵)
۸-مکہ اور مدینہ کے علما مثلاً
شیخ جمال الدین ابن عبداللہ، شیخ عمر حنیف،
شیخ احمد ابن ذہنی شافعی، شیخ حسین بن ابراہیم
(عطاء اللہ شاہ بخاری مصنفہ شورش کاشمیری صفحہ ۱۳۱)
۹-شاہ ابن سعود کے فرزند شاہ فیصل ('امّ القراء' ۲۴ر اپریل ۱۹۶۵ء)
۱۰-مشرقی ہند کے علماء (ترجمان وہابیہ صفحہ ۲۱۹)
۱۱-مولانا ظفر علی خان (زمیندار ۱۴ر جون ۱۹۳۶ء)
۱۲-مولانا مودودی (سود کے بارہ میں کتاب-حصہ اوّل صفحہ ۷۸، ۷۷)
۱۳-حضرت داتا گنج بخش ہجویری
(کشف المحجوب مترجم اردو شائع کردہ شیخ الٰہی بخش صفحہ ۲۲۱ طبع ۱۳۲۲ء)

جماعت احمدیہ پر الزام لگانے والے علماء کی ذہنی کیفیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہم جہاد کو حرام قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف اگر مادر وطن کے لیے سربکف ہوکر قربانیاں دیں تو فکر سے ان کی نیندیں حرام ہوجاتی ہیں، کہتے ہیں ان کا کلمہ اَور ہے اور جب ہم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللـہ کا کلمہ سینوں پر سجاتے ہیں تو ان کے خون کھول اُٹھتے ہیں۔ پاکستان میں ہزاروں مقدمات احمدیوں پر اس لیے کیے گئے کہ یہ تو کلمہ طیبہ کو سجا کر کلمہ کی توہین کرتے ہیں۔ کہتے ہیں احمدی حج نہیں کرتے اور حج پہ

چ کے کے لیے حکومتوں پر زور دے کر پابندیاں بھی لگاتے ہیں۔

اس قسم کی ایک دلچسپ مگر دردناک صورت حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں پیدا ہوئی اس کی تفصیل مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ ۱۰۱ تا ۱۱۴ میں بیان کی گئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو دن رات مجالس میں خونی مہدی اور مسیح کی آمد کا پرچار کرتے نہیں تھکتے تھے اور پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کو بار بار یہ سبق دیتے تھے کہ مہدی معہود ضرور آئے گا اور وہ خلیفہ وقت اور صاحب السیف ولاأ مر ہوگا جو تلوار کے ساتھ دین پھیلائے گا۔ لیکن مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے در پردہ نہایت خیانت اور دروغگوئی سے گورنمنٹ کو یقین دلایا کہ وہ اس مہدی کے آنے کے منکر ہیں جو بنی فاطمہ سے آئے گا اور کافروں سے لڑے گا۔

۱۴ ار اکتوبر ۱۸۹۸ء کو انہوں نے ایک تحریر انگریزی زبان میں شائع کی اور زمین اور جاگیر کی طمع میں حکومت پر اپنا احسان جتلایا کہ وہ مہدی کے آنے کی تمام حدیثوں کو غلط سمجھتے ہیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ان کی دوغلی اور منافقانہ حالت سے پردہ اٹھانے کے لیے ۲۹ ستمبر ۱۸۹۸ء کو علمائے پنجاب اور ہندوستان سے ایک اشتہار کے ذریعہ فتویٰ طلب کیا کہ ایسا شخص جو مہدی کے وجود سے منکر ہے اس کے حق میں تمہارا کیا فتویٰ ہے۔ ہندوستان کے چوٹی کے علماء اس سے یہ سمجھے کہ چونکہ مرزا صاحب خود مہدی ہونے کے دعویدار ہیں اس لیے لازماً کسی دوسرے مہدی کی آمد کے منکر ہوں گے۔

چنانچہ انہوں نے نہایت شدّ و مد کے ساتھ اپنے مخصوص انداز میں ایسے شخص کے بارہ میں فتویٰ دیا کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج - کافر - دجّال - بے ایمان - مفتری - کذّاب - جہنمی - ضالّ اور مضل ہے۔

ان فتویٰ صادر کرنے والوں میں شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی - مولوی عبدالجبار غزنوی - مولوی عبدالحق غزنوی - مولوی احمد اللہ امرتسری - مولوی عبداللہ پروفیسر اورینٹیل کالج لاہور، مولوی عبدالعزیز لدھیانوی - مولوی رشید احمد گنگوہی - مولوی محمد یعقوب دہلوی اور دیگر نامدار علماء شامل تھے۔

جب یہ فتویٰ شائع ہو گیا تو اس کے صرف ۸ یوم کے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ۶ رجنوری ۱۸۹۹ء کو ''ضمیمہ اشتہار ہٰذا'' کے عنوان سے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی خط و کتابت شائع فرمادی جس میں انہوں نے حکومت کو یقین دلایا تھا کہ مہدی سے متعلق تمام حدیثیں جھوٹی ہیں۔ کسی مہدی وہدی نے نہیں آنا اور نہ ہی اس نے حکومت کے خلاف جہاد کرنا ہے۔

ایسی تمام احادیث غلط اور نادرست ہیں اور یقینی طور پر وضعی اور جھوٹی ہیں۔ انگریزی حکومت کی سہولت کے لیے انہوں نے اس کا انگریزی ترجمہ بھی تحریر کیا۔

چنانچہ انہوں نے ۱۴ ار اکتوبر ۱۸۹۸ء کو اپنے مضامین کی فہرست کا انگریزی ترجمہ کرتے ہوئے یوں لکھا

The following is a list of articles of the Ishat-us-Sunnah wherein the illegality of rebillion or opposition to the Govt. and the true nature of Jehad (crescentads) is explained.

ترجمہ: ذیل میں فہرست اُن مضامین اشاعت السنّہ کی ہے جن میں گورنمنٹ کی مخالفت اور اس کے برخلاف بغاوت کا ناجائز ہونا اور جہاد کی اصل حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔

اس کے بعد شیخ محمد حسین ایک ایک دو دو سطر میں نتیجہ اور لُب لباب ان مضامین کا دیتا ہے جو اس نے مذکورہ بالا اغراض کے لئے ۱۸۶۹ء سے لے کر ۱۸۹۶ء تک لکھے۔ ان ہی مضامین میں وہ مہدی کے متعلق مضامین کا ذکر کرتا ہے جن کا وہ لب لباب صفحہ ۵ میں اس طرح پر درج کرتا ہے

Criticism of traditions regarding the Mehdi and arguments showing their incorrectness.

ترجمہ: ان حدیثوں پر جرح کی گئی جو مہدی کے متعلق ہیں اور دلائل دیئے گئے ہیں جن سے ان حدیثوں کا غلط اور نادرست ہونا ثابت ہوتا ہے۔

Questioning the authenticity of traditions describing the signs of the Mehdi.

ترجمہ: جن حدیثوں میں مہدی کی علامات دی گئی ہیں اُن کے غیر وضعی ہونے پر شُبہ ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد نمبر ۳ صفحہ ۷-۱۰۶)

جونہی ضمیمہ اشتہار شائع ہوا تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی شرم سے زمین میں گڑ گئے۔ اور ان کی منافقت الم نشرح ہو گئی کہ انگریزی حکومت سے جاگیر ہتھیانے کے لیے اپنے تمام ہم عصر علما کے متفقہ عقیدہ کے برعکس صاف خونی مہدی کے ظہور سے انکار کر دیا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ ۱۰۱ تا ۱۱۴)

گو میرے نزدیک یہ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے عظیم الشان اُسلوب جہاد کا اعجاز بھی تھا کہ اہل حدیث کا ایسا اکھڑ اور کج راہنما، خواہ حکومت سے حصولِ جاگیر کے لیے ہی سہی، خونی مہدی اور مسیح کے عقیدہ سے منحرف ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زبردست علمِ کلام کے سامنے سرِ اطاعت خم کرنے پر مجبور ہو گیا۔

وَالْحَقُّ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ

حضرات! ایک انتہائی اہم جائزہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہے۔ یہ جائزہ خاکسار نے سیرۃ خاتم النبیین ﷺ مؤلفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور سیرۃ النبی از شبلی نعمانی کی مدد سے تیار کیا ہے۔

ہم سب کا ایمان ہے کہ جہاد سے متعلق عظیم الشان پُر حکمت تعلیم شارع اسلام سیّدی مکی و مدنی سرکار دو عالم فخر موجودات صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب مطہر پر نازل ہوئی اور جہاد کا سب سے اعلیٰ اور اکمل اور ارفع، عرفان ہمارے سید و مولیٰ کو نصیب ہوا اور آپ ہی نے اپنے پاک نمونہ سے شریعتِ حقہ کے اس حکم پہ عمل فرما کے امت کے لیے ہمیشہ کے لیے ایک حسین قابل تقلید اسوۂ حسنہ کی بنیاد رکھی۔

ایک فہیم انسان یہ سنکر حیرت و استعجاب کے سمندر میں غرق ہو جاتا ہے کہ وہ جہاد جس کی طرف آج ساری امت کو علمائے اسلام بڑے شد و مد سے دعوت دے رہے ہیں یعنی جہاد بالسیف ۔حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اِس جہاد میں بنفس نفیس اپنی ۶۳ سالہ زندگی میں سے صرف ''۱۲۶'' یوم شریک ہوئے۔ اور اس جہاد بالسیف کی غرض سے آپ نے ۲۹۰ ایّام تک سفر کیا۔ گویا ۲۲ ہزار چھ صد اسّی دن (۲۲,۶۸۰) دنوں میں سے آپ کل ۱۲۶ دن جہاد بالسیف میں مشغول رہے۔ اگر ۶۳ سال کی جگہ دعویٰ کے بعد کی ۲۳ سالہ زندگی کے دن شمار کریں تو انکی تعداد ۸۳۹۵ کے قریب بنتی ہے۔ اب اگر سرکار دو عالم ساری زندگی میں صرف ۱۲۶ دن عملاً جہاد بالسیف کریں اور جہادی علماء کی ایک ہی رٹ ہو کہ جہاد بالسیف کے لیے کفن سروں سے باندھ لو اور ساری عمر مار دھاڑ کرتے پھرو۔ غیر نہ ملیں تو اپنوں ہی کی مسجدوں اور امام باڑوں پہ قسمت آزمائی کرو۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اس اُسلوب جہاد کو ہمارے سیّد و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جہاد سے کیا نسبت ہے۔!؟

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُسلوب جہاد نے آپ کے ماننے والوں میں کیسی تبدیلی پیدا کی اور گزشتہ ۱۰۰ سال میں جماعت احمدیہ نے کیسی شاندار تاریخ رقم کی یہ داستان بڑی دردناک اور بہت دلآویز ہے۔

جان دینا بہت مشکل کام ہے جبکہ اس کے مقابل پہ جان لینا بہت آسان ہے۔

❁ ۱۹۰۴ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر سیالکوٹ میں حضورؑ کے ہم سفر حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمی بھی تھے۔ بوڑھے، کمزور اور منحنی جسم۔ آپ باقی دوستوں سے پیچھے رہ گئے۔ مخالف علماء نے آپ کو نرغہ میں لے لیا۔ زمین پر گرا کر اپنی دانست میں یوں رُسوا کرنا چاہا کہ آپ کے منہ میں گوبر ڈال دیا۔ حضرت مولوی صاحب نے نعرہ مستانہ مارا اور فرمایا

اوئے برہانیا۔ اے نعمتاں کتھوں

نہ کسی کو گالی دی۔ نہ ملامت کی۔ نہ برا بھلا کہا۔

❁ ۱۴ جولائی کو حضرت صاحبزادہ عبدالطیف کابل میں شہید کیے گئے۔ آپ کے ۵۰ ہزار جاں نثار مرید موجود تھے۔ آپ نے کسی کو حکومت کے خلاف بغاوت کی تحریک نہ فرمائی۔ قادیان سے رخصت ہوئے تو فرمایا مجھے بار بار الہام ہوا ہے کہ سرزمین کابل کے لیے اپنے سر کی بازی لگا دوں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا

''ایک گھنٹہ تک برابر ان پر پتھر برسائے گئے۔ حتی کہ ان کا جسم پتھروں میں چھپ گیا۔ مگر انہوں نے اف تک نہ کی۔ ایک چیخ تک نہ ماری۔''

(الحکم ۶ مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ لندن)

۱۹۷۴ء میں جماعت پر مظالم کے پہاڑ ڈھائے گئے۔ یہ سب ظلم و ستم بھٹو صاحب کی حکومت کے ایماء پر علما کے ساتھ ملی بھگت کے نتیجہ میں ہوا۔

پاکستان میں ۱۳۰۰ شہروں، قصبوں اور دیہات میں جانوں، مالوں اور عزتوں پر حملے ہوئے۔ درجنوں احمدی شہید ہوئے اور اربوں کی جائیدادیں لوٹی گئیں۔

یکم جولائی ۱۹۷۴ء کو گوجرانوالہ میں مسجد احمدیہ اور مربی ہاؤس پہ حملہ ہوا۔ ۹ احمدی شہید کیے گئے۔ ان کے کپڑے اتار کر اوپر کی منزلوں سے انہیں سڑکوں اور گلیوں میں گرایا گیا۔ ۸ گھنٹے تک ان کی نعشیں بغیر لباس کے پڑی رہیں۔ علماء اور ان کے گماشتے اس طرح گویا نفاذ اسلام کر رہے تھے۔ اس روز جب مربی ہاؤس پر دھاوا بولا گیا اور غریب مربی کے بستر۔ کپڑے۔ کرسیاں۔ چارپائیاں شرکائے جلوس اٹھا اٹھا کر بھاگنے لگے۔ کسی کے ہاتھ پنکھا لگا تو کسی کے ہاتھ چولہا اس موقع پر حضرت سیّد احمد علی شاہ صاحب کی اہلیہ محترمہ نے دو نوجوانوں سے جو سامان اٹھا اٹھا کر لیجا رہے تھے۔ پوچھا پُتر۔ جو لے جانا ہے لیجاؤ۔ لیکن بتاؤ تو سہی کہ یہ سلوک ہم سے کیوں کر رہے ہو۔ آخر ہمیں کس گناہ کی سزا دی جا رہی ہے۔

ایک نوجوان (پنجابی میں) ماں جی آپ کا کلمہ جو اور ہے!

مربی صاحب کی بیگم نے کہا پُتر ہمارا کلمہ تو لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ہے۔ بتاؤ تمہارا کلمہ کیا ہے؟

نوجوان اپنے ساتھی سے: یار مجھے تو کلمہ نہیں آتا بتاؤ ہمارا کلمہ کیا ہے؟

ساتھی: یار کلمہ تو مجھے بھی نہیں آتا۔

انہی دنوں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا

''ان لوگوں کے ظلم کے جواب میں کوئی ظلم نہ کرو۔ تم دیکھو گے کہ ان کی نسلیں آغوشِ احمدیت میں سکون تلاش کریں گے۔

پھر پاکستان میں ہماری مظلومیت اور ہمارے ردّ عمل کو دیکھ کر لاکھوں افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ ہمارا لاکھوں کا بجٹ کروڑوں اور اربوں میں تبدیل ہوا اور احمدیت عجیب شان کے ساتھ سرد قد ہو کر منصۂ مشہود پہ جلوہ گر ہوئی۔

انہی دنوں ایک ایسے علاقہ میں مولویوں نے حکومت کی شہ پر لوٹ مار شروع کی تو حکومت کی ایک بڑی پوسٹ پہ فائز ایک احمدی نے چیف منسٹر مسٹر رائے کو متنبہ کیا کہ اگر احمدیوں نے بھی اس ظلم سے تنگ آ کر آگوں کے مقابلہ میں آگیں لگانا شروع کیں۔ معصوم احمدیوں کی شہادتوں کے بدلے لینے شروع کیے تو حکومت کے لیے حالات کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔

جونہی یہ بات امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو پہنچی۔ آپ نے فرمایا

ہمارا کوئی ردّ عمل قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہوگا۔ ہم کسی معصوم اور بے قصور سے اپنا انتقام نہیں لیں گے۔

ایک موقع پر آپ نے فرمایا

ہمارا انتقام sweet revenge ہوگا یعنی ہم ظلم کا جواب عفو و درگزر اور محبت سے دیں گے۔

۱۹۷۴ء میں جب حکومت نے سیاسی اغراض کے لیے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دیا تو بڑی سے بڑی بے تابی سے اس جستجو میں محو ہو گئی کہ دیکھیں اب اس جماعت کا ردّ عمل کیا ہوتا ہے۔ اُدھر امام وقت مسلسل جماعت کو دعاؤں اور عفو و درگزر کی تلقین فرما رہے تھے۔ حکومت اس پر سخت پریشان تھی۔ اُس موقع پر حضرت خلیفہ ثالث نے ایک سبق آموز کہانی سنائی۔ فرمایا کسی نے ایک اندھے کو کھانے پر مدعو کیا اور دونوں کھانے کی میز پر کھانا کھانے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد اندھے کو خیال آیا کہ کہیں میرا محسن میزبان مجھ سے زیادہ نہ کھا رہا ہو۔ لہٰذا اندھے نے تیزی سے کھانا شروع کیا۔ اس پر میزبان نے اپنے ہاتھ کھینچ لیے۔ پھر اندھے کو وہم ہوا کہ مجھے تو نظر نہیں آتا۔ ممکن ہے میرا ساتھی اس سے بھی زیادہ تیزی سے کھا رہا ہو۔ چنانچہ اندھے نے اور جلدی جلدی کھانا شروع کر دیا۔ میزبان اُس کی یہ حالت دیکھ کر مسکراتا رہا۔ پھر اندھے کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے اس کا ساتھی دونوں ہاتھوں سے کھا رہا ہو۔ چنانچہ اندھے نے دونوں ہاتھوں سے کھانا شروع کر دیا۔

فرمایا جسطرح اُس اندھے کو شرم نہیں آتی تھی اسیطرح ہمارے مخالفوں کو شرم و حیا کا جنازہ نکل چکا ہے۔ خود ہی یک طرفہ ہم پر الزام عائد کیا۔ خود ہی منصف بن بیٹھے اور خود ہی فیصلہ بھی دیدیا اور اب اس ٹوہ میں ہیں کہ ہم کیا ردّ عمل ظاہر کرتے ہیں۔

فرمایا: ہمارا ردّ عمل قرآن و سنت میں تلاش کرو۔ انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین.

چنانچہ جب ہمارے خدا کو غیرت آئی تو یہ کشکول لیکر دنیا بھر میں زندگی کی بھیک مانگتے رہے لیکن کوئی ان کے کام نہ آیا۔ ہاں جسے سولی پہ کھینچ کے مارا گیا وہ بھی شہید بن بیٹھا اور بعد میں مارنے والا بھی جب اسکی خاک اُڑا دی گئی۔ من ملا بلا گویم تو مرا حاجی بگو

اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ

ضلع سرگودھا کے ایک علاقہ سے اطلاع آئی کہ احمدیوں کے گھروں کی ناکہ بندی کر دی گئی ہے۔ بچوں کو دودھ نہیں مل رہا۔ گھروں میں سقے پانی نہیں لے جا سکتے۔ خاکروبوں پر اتنا دباؤ ہے کہ وہ احمدیوں کے گھروں میں صفائی کیلئے نہیں آسکتے۔

سیّدنا حضرت خلیفہ ثالث نے فرمایا کہ صبر کرو اور دعائیں کرو۔ پھر پیغام آیا کہ حالات بہت مخدوش ہیں۔ ہمیں دھمکیاں مل رہی ہیں کہ ہم تمہاری عورتوں کو بے آبرو کریں گے اگر تم مرتد نہ ہوئے تو!

(کوئی علما سے پوچھے یہ نفاذ اسلام کا انوکھا اُسلوب انہوں نے کس سے سیکھا)

اس پر سیّدنا خلیفہ ثالثؒ نے بڑے جلال سے فرمایا کیا تمہاری عورتوں کی عزتیں حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابیات سے بڑھ ہیں۔ ان میں سے بعض کی نافوں میں ظالم دشمن نے نیزے مار کر انہیں شہید کر دیا تھا لیکن ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ لہٰذا صبر کرو اور دعائیں کرو۔ خدا آسمان سے تمہاری مدد کے لیے فرشتوں کو نازل فرمائے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

احمدیت کے شدید معاند جناب مولانا ظفر علی خان صاحب کے آخری ایام میں جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ان کے ساتھ کیسے سلوک فرمایا اس بارہ میں جناب احتجاج علی زبیری پروٹوکول آفیسر رقمطراز ہیں۔

''۱۹۵۲ء میں مَیں مری میں متعین تھا اس سال پہلی بار امام جماعت

احمد یہ مرزا بشیر الدین محمود احمد زیورچ سے علاج کے بعد...... مری تشریف لائے تھے انہیں ایک کوٹھی...... خیبر لاج نامی الاٹ کی گئی تھی جس کا قبضہ مجھے دینا تھا میں نے اس کوٹھی کا ان کے نمائندے کو اس وقت تک قبضہ نہ دیا جب تک ان سے پورا کرایہ وصول نہ کرلیا کہ محکمے کے ان دنوں ایسے ہی احکام تھے بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ جب یہ بات مرزا صاحب تک پہنچی تو انہوں نے فرمایا۔

'مَیں خوش ہوں کہ انہوں نے اپنے فرائض دیانتداری سے انجام دیئے جب کہ حکومت کا قاعدہ یہ ہے کہ کرایہ پیشگی ادا کیا جائے تو آپ نے ادائیگی سے پہلے کوٹھی کا قبضہ لینے کا مطالبہ ہی کیوں کیا؟''

اس کے چند دن بعد ایک روز میرا ایک انسپکٹر گھبرایا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔

''......باہر مولانا کی موٹر آئی ہے۔ مولانا بیمار ہیں بلکہ نیم بے ہوش ہیں اور ان کی بیگم صاحبہ فرماتی ہیں کہ الاٹ شدہ کوٹھی کا قبضہ انکو دے دیا جائے۔ کرایہ کا چیک بعد میں دیا جائے گا۔''

چونکہ ان دنوں حکومت نے سختی سے تاکید کی تھی کہ تمام کرایہ کی پیشگی وصول کیے بغیر کسی کو کوٹھی کا قبضہ نہ دیا جائے خواہ الاٹی کوئی ''وی-آئی-پی'' ہی کیوں نہ ہو اس لیے میں نے پوچھا۔

'بھئی کون مولانا ہیں؟ ہم کرایہ وصول کئے بغیر قبضہ کیونکر دے سکتے ہیں؟'' اس کے ساتھ ہی دفتر سے باہر نکل آیا کہ خود معلوم کرسکوں کہ- کون صاحب ہیں؟ موٹر کے نزدیک گیا تو بیگم صاحبہ نے پھر وہی الفاظ دہرائے کہ-

''مولانا کی طبیعت زیادہ خراب ہے آپ کوٹھی کا قبضہ دے دیجئے۔ بعد میں کرایہ ادا کردیا جائے گا۔''

مجھے جونہی یہ معلوم ہوا کہ یہ مولانا ظفر علی خان ہیں تو فوراً انسپکٹر کو حکم دیا کہ ابھی جا کر ان کو قبضہ دے دو اور ساتھ ہی میں نے دفتر آ کر ایک دوست کو فون کیا کہ مجھے چھ سو روپے کی فوری ضرورت ہے اتنا ہی کرایہ تھا کوٹھی کا.......... کچھ دیر بعد رقم آ گئی اور میں نے اسے مولانا کے حساب میں جمع کرادیا اور خود کوٹھی پر پہنچا اور خاتون محترم سے عرض کیا کہ-

''..........مَیں ان کوٹھیوں کا افسر انچارج ہوں اور میرا فرض ہے کہ ایسے وقت میں آپ کی خدمت کروں اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلاتکلف ارشاد فرمائیں۔''

محترمہ نے کچھ کرسیوں ایک سونے کا پلنگ کموڈ اور دریوں کا مطالبہ فرمایا جو فوراً پورا کر دیا گیا۔ اس کے بعد ایک بار پھر میں نے عرض کیا کہ جس وقت بھی کسی چیز کی ضرورت پڑے بلاتکلف مجھے حکم بجھوا دیا جائے اور مَیں چوکیدار کو خاص طور پر یہ ہدایت کرکے واپس اپنے دفتر آ گیا کہ وہ مولانا اور ان کی فیملی کا خاص خیال رکھے۔

## عبرت کی جا ہے

جس کوٹھی میں میری رہائش تھی وہ کاٹیج پہاڑی کے اوپر واقع تھا اور سامنے مولانا کی کوٹھی درمیان میں سڑک تھی مَیں ہر روز صبح دفتر جاتے ہوئے مولانا کی مزاج پرسی کرتا گھر سے کسی ضرورت کے بارے میں دریافت کرتا دفتر سے واپسی پر بھی میرا یہی معمول تھا کہ میں نے نہیں، سینکڑوں (بلکہ ہزاروں بھی کہوں تو جھوٹ نہ ہوگا) افراد نے دیکھا کہ مولانا کو ان کا ایک نوکر (جو غالباً پٹھان تھا) ہر روز صبح کوٹھی کی لان میں کرسی پر بٹھا دیا کرتا تھا اور کرسی کے ساتھ لگی پٹی مولانا کی کمر سے باندھ دیتا تھا تا کہ مولانا بے ہوشی یا نیم بے ہوشی میں کرسی سے گر نہ پڑیں۔ مولانا غروب آفتاب تک اسی لان میں کرسی پر تنِ تنہا پڑے رہا کرتے اور کبھی کسی نے ان کے پاس گھر کا آدمی تو کیا خدمت گار بھی نہ دیکھا۔

مولانا کی اس وقت حالت یہ تھی کہ (جس ہزاروں افراد نے مشاہدہ کیا) کہ وہ نہ بول سکتے تھے نہ چل پھر سکتے تھے اور نہ اٹھ بیٹھ سکتے تھے مجبور اور معذور تھے۔ منہ سے ہر وقت رال ٹپکتی رہتی تھی اسی طرح ان کا پیشاب پاخانہ نکل جاتا اور انہیں سنبھالنے والا وہاں کوئی نہ ہوتا میرے پڑوس کی کوٹھی میں ایک کرنل صاحب رہا کرتے تھے۔ جن کو میں اپنے کاٹیج سے مولانا کی کرسی کی طرف اشارہ کرکے کہا کرتا تھا۔

''......دیکھو- یہ وہ شخص ہے کہ جو جب جلسوں میں بولتا تھا۔ تو کوئی اس کا ثانی نہ تھا اس کا قلم تلوار اور زبان للکار تھی اس کی شہرت ہندوستان و پاکستان میں خود ایک مثالی تھی مگر آج اسی شخص کا یہ حال ہے کہ کوئی پوچھنے والا نہیں اور دیکھنے والا بھی نہیں۔''

میرے یہ کہتے ہی کرنل صاحب کے منہ سے باساختہ نکلا
''یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے''

## ڈاکٹروں کا جواب

ایک روز جب میری ڈیوٹی بطور پروٹوکول افسر تھی اور مجھے ایک اعلیٰ افسر سے ملنے کے لئے سرکٹ ہاؤس جانا تھا.......... مَیں اپنے معمول کے مطابق مولانا کی کوٹھی پر گیا........ کہ وہاں جانا اور ان کے پاس ہی گند اور بدبو کی پروا کئے بغیر بیٹھ جانا اور ان کے پاؤں دباتے ہوئے دل ہی دل میں

افسوس کرنا کہ ایک عظیم راہنما کے آخری ایام کس کسمپرسی سے گزر رہے ہیں میرے روز کے پروگرام کا ایک حصہ بن چکا تھا..........تو دیکھا کہ مولانا کمرے میں بستر پر بے ہوش پڑے ہوئے ہیں تمام بستر بدبو سے اٹا پڑا ہے میں نے کوٹھی کے دوسری طرف جا کر زور زور سے آوازیں دیں تو بہت دیر کے بعد نسوانی آواز آئی..... میں نے کہا۔

''.....مولانا کی حالت بہت خراب معلوم ہوتی ہے اور انہیں دیکھنے والا کوئی نہیں ہے۔''

اندر سے آواز آئی..... ''کسی ڈاکٹر کو لا کر دکھا دیں۔''

یہ سن کر مارے حیرت کے میرا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ مولانا کی کوٹھی کشمیر پوائنٹ جی پی او کے قریب تھی اور میں سرکٹ ہاؤس (پنڈی پوائنٹ) کی طرف جا رہا تھا میں نے جاتے ہوئے تین ڈاکٹروں سے جو میرے دوست تھے درخواست کی کہ وہ جلد جا کر مولانا ظفر علی خان کو دیکھیں واپسی پر جا کر میں نے باری باری تینوں سے دریافت کیا..... کیوں بھئی مولانا کو دیکھ آئے ہو..............تو سب نے ایک ہی جواب دیا۔

''زبیری صاحب! ڈاکٹر لوگ گندگی وغیرہ سے تو نہیں گھبراتے۔ یہ ہمارا رات دن کا کام ہے مگر وہاں تو کوئی ہے ہی نہیں جس سے کچھ پوچھیں یا جو کچھ بتائے بس آوازیں دے دے کر واپس آ گئے ہیں۔''

یہ سن کر مجھے اتنا صدمہ ہوا کہ جس کا اظہار لفظوں میں کرنا میرے بس میں نہیں اس وقت رات کے ساڑھے دس بج چکے تھے۔ میرے دل میں نجانے کیا آئی میں وہاں سے سیدھے خیبر لاج پہنچا اور کسی نہ کسی طرح مرزا صاحب تک شرف باریابی حاصل کیا۔ مرزا صاحب اس وقت قرآن کریم کی تفسیر لکھوانے میں مصروف تھے۔ مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔

''زبیری صاحب آپ کیسے آئے اس وقت؟''

میں نے عرض کی۔ ''حضور! تخلیے میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے کندھے پر دست شفقت رکھتے ہوئے مجھے ڈرائنگ روم میں لے گئے میں نے بہت رکتے جھجکتے..... مختصر فقروں میں عرض کیا۔

''.....حضور حضرت مولانا ظفر علی خان بہت بیمار ہیں۔ انہیں دیکھنے والا اور ان کی تیمارداری کرنے والا کوئی نہیں میں تین ڈاکٹروں کے پاس گیا تھا مگر تینوں نے وہاں جانے سے انکار کر دیا ہے۔ (مراد ہے اہل خانہ کے عدم تعاون کی وجہ سے کوئی مدد نہیں کر سکے۔ ناقل) ..... یہ کہتے ہوئے میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔''

## ڈاکٹروں کی ایک ٹیم

مرزا صاحب نے فوراً اپنے بیٹے ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو آواز دی وہ آ گئے تو پوچھا کہ ہمارے ساتھ اس وقت کتنے ڈاکٹر ہیں؟ اب یہ یاد نہیں رہا کہ انہوں نے کتنی تعداد بتائی.......... دراصل جب آپ زیورچ سے مری تشریف لائے تھے تو ڈاکٹروں کی ایک کھیپ نے اپنا وقت آپ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا پھر آپ نے چند ڈاکٹروں کے نام لے کر حکم فرمایا کہ۔

''یہ ڈاکٹر آج سے مولانا ظفر علی خان کا علاج کریں گے..... جاؤ ان سے کہہ دو کہ فوراً مولانا کو جا کر دیکھیں...........جس دوائی کی ضرورت ہو وہ بازار سے خریدیں۔ جو دوائی مری سے نہ ملے اسے میری موٹر لے کر پنڈی سے لائیں علاج کا سارا خرچ میں ادا کر دوں گا۔''

میرے منہ سے یہ ارشاد سنتے ہی نکلا۔ ''اللہ اکبر۔ الحمدللہ جب تک مولانا بیمار ہیں یہ سب ان کی تیمارداری کریں گے۔ ان کے آرام کا خیال رکھیں گے سبحان اللہ..... ''اب تم میری فکر نہ کرو بلکہ مولانا کا دھیان رکھو'' ..... بے شک یہ ظرف خدائے دو جہاں صرف اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

اپنے مرشد و آقا کی خدمت کے لئے آئے ہوئے ڈاکٹر یہ حکم سنتے ہی فوراً مولانا ظفر علی خان کی خدمت میں پہنچ گئے کچھ دوائیاں دیں پھر کچھ انجیکشن لگائے اور اس وقت تک وہاں سے نہ ہلے جب تک آپ کی طبیعت نہ سنبھل گئی۔ جب دوسری صبح ڈاکٹروں کی یہ ٹیم بعض احمدی حضرات کے ساتھ مولانا کی کوٹھی کی طرف چلی تو میں بھی ساتھ ہولیا۔

مولانا حسب سابق تن تنہا ایک کرسی پر جس کے چاروں طرف ایک پٹی بندھی ہوئی تھی سر لٹکائے بیٹھے تھے منہ سے رالیں گر رہی تھیں پاجامہ پاخانے سے بھرا ہوا تھا اور اس قدر بدبو اور تعفن تھا کہ کھڑا ہونا دشوار تھا اور مولانا کے چاروں طرف مکھیوں کی بھنکار اور بھنبھناہٹ تھی۔

مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب نے جھک کر مولانا کو بتایا کہ حضرت صاحب نے یہ ڈاکٹر صاحبان آپ کی خدمت میں بھیجے ہیں اور آپ کے علاج پر مامور فرمائے ہیں۔ مولانا نے یہ سن کر ایک بار سر اٹھایا اور جیسے کہا ہو کہ..... ''ہیں!'' مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب نے انہیں پھر قدرے بلند آواز میں بتایا کہ یہ ڈاکٹر صاحبان آپ کی خدمت کے لئے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے بھیجے ہیں اور انہیں آپ کے علاج ..... خدمت اور تیمارداری پر..... مامور فرمایا ہے۔

یہ سنتے ہی مولانا نے ایک بار پھر سر اٹھایا...... اور اس کے ساتھ ہی ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

مجھے اس وقت یوں محسوس ہوا جیسے ان کا ہر آنسو کہہ رہا ہو...... کہ آج کہاں گئے میرے مدّاح اور نعرے لگانے والے۔ کہاں غائب ہو گئے ہیں زمیندار اخبار کی کمائی کھانے والے...... یہ منظر دیکھ کر میری زبان پر بھی وہی مصرعہ جاری ہو گیا جو میرے پڑوسی کرنل صاحب مولانا کی اس کسمپرسی میں دیکھ کر پڑھا کرتے تھے۔

یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

پھر یہ ڈاکٹر صاحبان اس وقت تک مولانا کی خدمت پر مامور رہے جب تک مولانا مری میں قیام فرمار ہے یہاں تک کہ وہاں سے اپنے آبائی گاؤں کرم آباد تشریف لے گئے۔

(ہفت روزہ مہارت ۱۵-۲۱ر دسمبر ۱۹۹۵ء)

دنیا کی کون سی طاقت ہے جو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس اُسلوب جہاد کو شکست دے سکے۔

خاکسار آخر پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پڑھ کر اپنی معروضات ختم کرتا ہے۔ آپ مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۰۴ پر فرماتے ہیں

"نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا اب وہ دن آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگیگا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا...... سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام- اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ نہ ٹوٹے گا۔ نہ کند ہوگا جب تک کہ دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔
ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔"

وہ مستعد روحیں اور پاک دل کون ہیں؟ وہ آپ ہی تو ہیں! جنہیں روشنی عطا کی جائے گی اور جن کے پاک دلوں پر نور اتارا جائے گا۔ کیونکہ آپ کے علاوہ آج دنیا میں رحمۃ للعالمین کے اُسلوب سے دلی محبت اور سچی پیروی کرنے والا کوئی نہیں۔ دعا ہے کہ یہ نور جلد از جلد ہر احمدی کے خانۂ دل پہ نازل ہو کر اُسے مینارۂ نور میں تبدیل کر دے اور سسکتی ہوئی انسانیت، احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے آغوش میں آ کر سکھ کا سانس لے۔

آمین اللھم آمین .وَ آخِر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

هذا من فضل ربى
K A Nazeer Ahmad
Mobile : 98471-87026
Phone: 0495-2405834 (Res.)
0495-2702163 (off.)
Wholesale and Retail Sellers
All Kinds of Belts, School Bags & Caps, Chappals
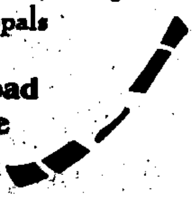
13/602 F
Rly. Station Link Road
Near Apsara Theatre
Calicut-673002
Apsara Belt Corner

Janic Eximp
Manufacturers, Exporters & Importers
Of All Kinds of Fashion Leather

16-D, Topla 2nd Lane, Kolkata-39
Phone 91-33-3440150
Mobile 09831075426
Fax 91-33-3440150
E-mail: janiceximp@usa.net

# ﴿تاریخ اسلام۔ایک نظر میں﴾

ازقلم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام (۱۹۴۷ء)۔ترجمہ محمد زکریا ورک

## مفتوح قوم کے مذہب نے فاتح قوم کو کس طرح فتح کرلیا

**تعارف:** پروفیسر عبدالسلام (نوبل لاریٹ 1926-1996) نے درج ذیل مضمون ۱۹۴۷ء میں مسجد فضل لندن میں منعقد ہونے والے ہفتہ وار اجلاس میں پڑھا تھا: اس وقت آپ کیمبرج یونیورسٹی میں ریاضی کے مضمون میں تین سالہ ٹرائی پوز کا کورس کر رہے تھے۔ یہ مضمون پہلی بار مسلم ہیرالڈ لندن میں ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا تھا۔

میں آج کے مضمون میں مذہب اسلام کی سیاسی تاریخ بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ نیز یہ بتاؤں گا کہ کس طرح یہ عظیم الشان مذہب جس کا پرچار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا وہ عرب کے ملک کی جغرافیائی حدود سے نکل کر دنیا کے دور دور کونوں تک پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ میں موجودہ مسلم ممالک کی سیاسی تاریخ کا خاکہ بھی پیش کروں گا۔ یہ مقالہ اگرچہ مختصر ہوگا مگر اس سے اندازہ ہوگا کہ ایک زمانہ میں اسلام کتنی عظیم پرشوکت طاقت تھا۔ اور انشاء اللہ العزیز احمدیت کے فیضان سے یہ دوبارہ شان وشوکت حاصل کریگا۔

تاریخ اسلام کو آسانی کے ساتھ پانچ ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔(۱) پہلے دور کو عرب دور کا نام دیا جاسکتا ہے یہ عرصہ پہلے چار خلفاء راشدین، دمشق کے امیہ خلفاء اور بغداد کے عباسی خلفاء پر مشتمل ہے۔ یہ عرصہ ۶۳۲ء سے شروع ہوکر ۹۵۰ء پر منتج ہوتا ہے یعنی تقریباً تین سو سال کا عرصہ۔ اس دور میں اسلام کی مرکزیت قائم ودائم رہی کیونکہ اس وقت خلیفہ نہ صرف مذہبی بلکہ سیاسی لیڈر بھی ہوتا تھا۔ اس کے بعد سو سالہ دور شروع ہوا جب اسلام مختلف ریاستوں میں بٹ گیا اور خلیفہ وقت کی سیاسی طاقت قریب قریب معدوم ہوگئی اور یوں لگتا تھا کہ اسلام کی سیاسی طاقت ہمیشہ کیلئے نابود ہو جائیگی۔

(۲) ۱۰۵۰ء کے قریب ایک نئی قوم ابھر کر دنیا کے بساط پر آئی جس کا نام سلجوق تھا۔ انہوں نے مذہب اسلام کو سینے سے لگایا اور مرکزیت دوبارہ قائم ہوگئی۔ خلیفہ بغداد اب تمام مسلمانوں کا مذہبی لیڈر تھا جبکہ سیاسی طاقت ایسے علماء کے ہاتھوں میں تھی جو ترکش نژاد تھے۔

(۳) تیسرا دور (تیرھویں صدی) میں شروع ہوتا ہے جب منگولوں نے اسلامی ممالک پر حملے کئے، بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی اور خلافت کی شمع ماند پڑ گئی۔ مگر قسمت کا کھیل دیکھئے کہ پچاس برس بعد منگول خود مسلمان ہوگئے۔ یہ عرصہ بشمول تیمور لنگ کے عرصہ کے ۱۵۰۰ء تک پھیلا ہوا ہے۔

(۴) ۱۵۰۰ کے بعد ہم چوتھے دور میں داخل ہوتے ہیں جب صفوی خاندان ایران میں، عثمانی خاندان ترکی میں اور مغل خاندان ہندوستان میں حکومت کر رہا تھا۔

(۵) بالآخر پانچواں دور جو ۱۷۰۰ء سے شروع ہوکر ہمیں موجودہ زمانے تک لے آتا ہے جب یوروپی اقوام نے تاریخ اسلام میں بہت ہی گھٹیا اور گھناؤنا کردار ادا کرنا شروع کیا۔

اگر علم تاریخ سے ہمیں کوئی سبق حاصل ہوتا ہے تو پھر میں صرف ایک سبق تاریخ اسلام سے حاصل کرسکا ہوں اور وہ یہ کہ مذہب اسلام نے اس وقت سب سے زیادہ فتوحات حاصل کیں جب اس کے تمام دنیوی ہتھیار اور طاقت سب سے زیادہ کمزور تھی۔

### (۱) عرب دور

فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی ۶۳۲ء میں وفات کے موقعہ پر جزیرہ عرب عملی طور پر مذہب اسلام قبول کر چکا تھا۔ آپ کے بعد منتخب شدہ خلیفہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور خلافت میں عرب کا ملک مستحکم ہوگیا۔ مگر مذہب اسلام نے اس ملک سے باہر فتوحات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے جانشین حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں حاصل کیں۔ بازنطینی حکومت مغرب میں اور ایرانی حکومت مشرق میں دونوں عرب کے ملک کو اپنے زیر تسلط تصور کرتی تھیں۔ چنانچہ اسلام کے ابھرتے ہوئے اثر کو انہوں نے بغاوت تصور کرتے ہوئے جلدی سے عرب پر چڑھائی کرنیکا سوچا تا عربوں کو نشانہ تازیانہ بنایا جاسکے۔ بعض لڑائیوں میں مٹھی بھر مسلمانوں نے اپنے سے دس گنا زیادہ دشمن کا میدان جنگ میں سامنا کیا مگر مذہب کے جنون کی آگ کے آگے ہر چیز سر تسلیم خم کرگئی۔ ۶۳۵ء میں دمشق نے گھٹنے ٹیک دئے یرموک نے ۶۳۶ء میں اور اس کے ساتھ ہی شام فتح ہو گیا۔ ایرانی افواج کو ۶۳۷ء میں قادسیہ کے مقام پر شکست فاش ہوئی اور مصر کا ملک ۶۴۰ء میں فتح ہوگیا۔

حضرت عمر فاروقؓ کا دور خلافت بہت ہی تاریخ ساز دور تھا نہ صرف جنگی فتوحات کی بناء پر بلکہ اس لئے بھی تاریخ عالم میں سب سے پہلے اس اصول کو تسلیم کیا گیا کہ حکومت ریاست کے اندر رہنے والے تمام شہریوں کی خوشحالی کی بلا تفریق ذمہ دار ہے۔ آپؓ نے جس بے مثال فقرہ سے اپنی

خلافت کا آغاز کیا وہ یہ ہے: خدا کی قسم تم میں سے جو سب سے زیادہ کمزور ہے وہ میرے نزدیک سب سے زیادہ طاقتور ہے کیونکہ میں اس کے حقوق بحال کروں گا اور ایسا شخص جو طاقتور ہے میں اس کو کمزور جان کر ملوں گا تاوقتیکہ وہ تمام قوانین کی پابندی نہ کرے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کا دور خلافت شروع ہوا۔ اور ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا۔ حضرت علیؓ کے بعد خلیفہ کے انتخاب کا طریق ختم ہوگیا۔ معاویہؓ جو حضرت علیؓ کے بعد خلافت کی کرسی پر ۶۶۱ء میں متمکن ہوئے انہوں نے خلافت کو موروثی بنا دیا اور یوں امیہ خلافت کا دور شروع ہوا۔

حضرت معاویہؓ کے فرزند یزید کے دور حکومت میں ۶۸۰ء میں کربلا (عراق) کی مشہور جنگ ہوئی۔ حضرت علیؓ کے فرزند ارجمند حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایسے خلیفہ کی اطاعت سے انکار کر دیا جس کا انتخاب شوریٰ کے ذریعہ نہ ہوا ہو۔ چنانچہ آپ کو کربلا کے میدان میں شہید کر دیا گیا۔

امیہ خلافت کے جملہ خلفاء کے ادوار میں سے اموی خلیفہ ولید بن عبد الملک کا دور سب سے زیادہ پر شوکت تھا۔ آپ کے دور خلافت میں مٹھی بھر مسلمان طارق بن زیاد کی قیادت میں سپین میں داخل ہوئے اور چند ہی سالوں میں انہوں نے ناقابل تسخیر طاقت سے تمام ملک کو زیر نگوں کر لیا اور اگلے پانچ سو سال تک سپین کا اکثر حصہ اسلامی ملک کے طور پر قائم رہا۔

اس عرصہ میں محمد بن قاسم نے ہندوستان (۷۱۲ء) پر حملہ کیا اور سندھ اور ملتان کو فتح کر لیا۔ اموی خلفاء کی سیاسی طاقت ۷۵۰ء میں ختم ہوگئی اور عباسی دور حکومت شروع ہوا جو اگرچہ سنی مسلمان تھے مگر انہوں نے خراسانی شیعوں کی مدد سے سیاسی غلبہ حاصل کر لیا۔ انہوں نے اپنی حکومت کا دار الخلافہ دمشق سے بغداد منتقل کر دیا۔ عباسی خلافت کے ادوار میں سے بلا شبہ خلیفہ ہارون الرشید کا دور حکومت آب و تاب والا تھا وہ مشہور زمانہ الف لیلیٰ و لیلیٰ کہانیوں کا ہیرو بھی تھا۔ اس کے صاحبزادے مامون الرشید کے دور حکومت میں اسلامی ممالک کی خوشحالی عروج پر تھی جو اس سے پہلے (تاریخ عالم میں) کبھی ممکن نہ ہو سکی تھی۔

ہارون الرشید کی وفات کے ایک سو سال بعد عباسی خلفاء کی طاقت میں انحطاط آنا شروع ہوگیا۔ خراسان کے علاقہ میں سامانید حکومت قائم ہوگئی، فارس میں بوویہ حکومت، مصر میں فاطمی حکومت اور عرب میں کار یتھین۔ فاطمی حکومت کے علاوہ ان تمام حکومتوں نے بغداد کے خلیفہ کو برائے نام تسلیم کیا مگر اسلامی حکومت اس قدر خلفشار کا شکار ہو چکی تھی کہ لگتا تھا کہ سیاسی طور تباہی اب اس کا مقدر بن چکی ہے۔

### (۲) سلجوق حکمرانوں کا دور

تاریخ کے اس دور میں جب اسلامی سلطنت کی سیاسی طاقت عدم ہو چکی تھی ایک نئی قوم نے اسلام قبول کر لیا۔ یعنی ترکی کی سلجوق قوم مسلمان ہوگئی۔ انہوں نے مسلمان فاتحین کی ایک ایسی نسل کو جنم دیا جن کی وجہ سے صلیبی اقوام کو شکست کا سامنا کرنا پڑا جو اسلامی ممالک کو فتح کرنے کے عزم سے آئے تھے۔ سب سے پہلا سلجوق حکمران طغرل بیگ تھا جس کی وفات ۱۰۶۳ء میں ہوئی۔ اس کے بعد آپ کے روشن دماغ بیٹے الپ ارسلان نے عنان اقتدار سنبھالا۔ یہ دور حکومت بے مثال خوشحالی، آسودگی اور مطلق العنانی کا تھا۔ اس دور میں سب سے عظیم مسلمان حکمران نے جنم لیا یعنی نظام الملک۔ عباسی خلفاء ابھی تک بغداد پر حکمران تھے مگر انہوں نے تمام دنیوی اقتدار سلجوق سلطانوں کو سونپ دیا تھا۔ سلجوق سلطنت افغانستان سے شروع ہو کر عرب کے جزیرہ نما تک پھیلی ہوئی تھی۔ مصر اور سپین کے علاوہ تمام مسلم امہ ایک جھنڈے تلے متحد تھی۔ اس دور کے بعد پھر یہ امت کبھی بھی یوں متحد نہ ہو سکی۔

الپ ارسلان کے بعد اس کے بیٹے ملک شاہ نے عنان اقتدار سنبھالا۔ اس کا دور حکومت ریاضی اور دوسرے سائینسی علوم میں اور بنیادی ریسرچ کیلئے عروج پر تھا۔ ۱۰۷۴ء میں ایک رصد گاہ تعمیر کی گئی جہاں شہرہ آفاق سائینسدان عمر خیام ریسرچ کا کام کرتا تھا۔ جلالی کیلنڈر اس دور میں وضع کیا گیا جو ماڈرن سکالرز کی نظر میں گریگورین کیلنڈر سے کئی گنا زیادہ ٹھیک ہے۔ بغداد شہر میں نظامیہ یونیورسٹی کی بنیاد رکھی گئی۔ اس یونیورسٹی کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں مشہور زمانہ عالم امام الغزالیؒ تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

بارہویں صدی کے آخر پر سلجوق طاقت زوال پذیر ہوگئی۔ مگر زوال کے دور میں بھی اس میں اتنا دم تھا کہ صلیبیوں کو شکست دے سکے۔ سر والٹر سکاٹ کے ناولوں کا ہیرو صلاح الدین ایوبی ۱۱۷۵ء کے قریب ہو گزرا۔ عجیب بات ہے کہ صلیبیوں کے بارہ میں عیسائی ممالک میں رجحان اور طرح کا تھا بہ نسبت اسلامی ممالک کے۔ مغربی ممالک میں صلیبی جنگوں کو مذہبی رنگ دیا گیا اور یوروپ کی تمام مسلح فوجی طاقت ان کے پیچھے نبرد آزما تھی مگر اسلامی ممالک میں ان کو مقامی غارت گری سمجھا گیا جن سے علاقائی صوبوں کے گورنر اچھے طریق سے نمٹ سکتے تھے۔

۱۱۷۱ء میں حطین کی فیصلہ کن جنگ کے بعد جب سلطان صلاح الدین نے کئی ایک یوروپی جنگی قیدی بغداد کے خلیفہ کو مال غنیمت کے طور پر بھیجے ان میں برونز آئرن کی بنی ہوئی لکڑی میں کھدی ایک صلیب بھی شامل تھی جس کو پورے احترام کے ساتھ بغداد کے قریب زیر زمین کر دیا گیا۔ سلجوق حکومت کے آخری دور میں اسماعیلی فرقہ (جن کو انگلش میں assassins کا نام دیا جاتا ہے) نے مسلم ممالک میں طاقت حاصل کر لی۔ اگر چہ ان کی سیاسی طاقت صرف چند قلعوں تک محدود تھی مگر ان کی اصل طاقت مسلمان لیڈروں کو قتل کر نیکی وجہ سے بہت زیادہ تھی۔

تیرھویں صدی کے شروع ہونے تک سلجوق سلطنت زوال ہو چکی تھی۔ کوئی اور سلسلہ سلاطین شاید ان کی جگہہ لے لیتا مگر ۱۲۲۰ء کے قریب تاریخ عالم میں ایک زبردست واقعہ رونما ہوا۔

## (۳) منگول قوم کا دور

چنگیز خان کی قیادت میں سینٹرل ایشیا کے بادیہ گرد منگول قبائل نے یوروپ اور ایشیا میں تہذیب یافتہ دنیا کو زیرنگوں کر لیا۔ مٹی کے تودے کی مانند ان اقوام نے ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔ ۱۲۶۰ء کے لگ بھگ یوں لگتا تھا کہ اسلام کی سیاسی طاقت ہمیشہ کیلئے ناپید ہو گئی ہے۔ بغداد کو ملیا میٹ کر دیا گیا تھا اسلامی ممالک میں خلافت کالعدم ہو چکی تھی۔ پارس، عراق اور سینٹرل ایشیا کے ممالک تباہ و برباد ہو چکے تھے۔ مگر ایک بار پھر ایک معجزہ رونما ہوا۔ مفتوح قوم کے مذہب نے فاتح قوم کو فتح کر لیا۔

منگول قوم کیسے ابھر کر دنیا پر یوں چھا گئی؟ اس کا تجزیہ ابھی تک کوئی نہیں کر سکا۔ ان کی تباہ کن بربادی، ان کی ہیبت زدہ خونخواری، ان کی شدید سفاکی، ان کا ناقابل مزاحمت کم وقتی تشدد، منگول قوم کی یہ کہانی فطرت کی لائی ہوئی بربادی محسوس ہوتی ہے نہ کہ انسانی تاریخ کا کوئی عجیب وغریب واقعہ۔ انہوں نے ۱۲۲۰ء کے لگ بھگ اسلامی اور یوروپی ممالک پر حملہ کیا۔ یوروپ میں انہوں نے ماسکو، روسٹو Rostov، کی ایو Kiev اور کراکو Cracow کے شہروں کو تہس نہس کر دیا۔ دوسری بار انہوں نے ہلاکو خاں کی قیادت میں ۱۲۵۸ء میں اسلامی خلافت اور بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ محض تباہ برباد کرنے اور ہلاک کرنے کی غرض سے آتے تھے۔ ایک ایک کر کے تمام اسلامی ممالک نے ان کے شدید حملوں کی وجہ سے ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اگر انہوں نے ہتھیار ڈالنے والے کسی شہر کے مکینوں کو تہ تیغ نہ کیا تو اس کا واحد مقصد ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا یا ان کو ان کے ہم وطنوں کے خلاف سپرد آزما کرنا تھا۔ درجنوں آفت زدہ قیدی ہروال دستوں کے ساتھ بھیج دیئے جاتے جو فاتحین کے خیمے گاڑتے، یا فصیلوں کے اندر شگافوں یا پانی بھری خندقوں اور مورچوں کو ان کی لاشوں سے بھر دیا جاتا، پھر بھی اگر کوئی موت کے منہ سے بچ جاتا تو ان کو تہ تیغ کر دیا جاتا تا تازہ فتوحات سے آنیوالے قیدیوں کیلئے جگہ بن سکے۔

منگولوں کی اس سفاکی کا مقصد جس قوم پر انہوں نے اس کے بعد حملہ کرنا ہوتا تھا ان میں خوف و ہراس پیدا کرنا ہوتا تھا جبکہ وہ اپنے پیچھے راکھ میں جلتے کھنڈر اور منہدم مکانات چھوڑ جاتے۔ ان کی اس تباہی کی داستان مندرجہ ذیل حوالہ سے لگائی جا سکتی ہے جو ابن الاثیر نے ۱۲۳۰ء کے قریب زیب قرطاس کیا تھا:۔

میرے سننے میں آیا ہے کہ ایک منگول نے کسی شخص کو قیدی بنا لیا مگر اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا جس سے وہ اس کو ہلاک کر سکتا۔ اس نے قیدی سے کہا: اپنا سر زمین پر رکھ دو اور حرکت مت کرنا چنانچہ قیدی نے حکم کی تعمیل کی۔ وہ تار تار ی گیا اور اپنی تلوار لے کر واپس لوٹا اور قیدی کو راہی ملک عدم کر دیا۔

یہ لوگ کسی مذہب پر یقین نہیں رکھتے تھے مگر ان کی اسلامی تہذیب کی تباہی و بربادی نے روم کے پاپائے اعظم کی نظر میں ان کو اتنا گرویدہ بنا دیا تھا کہ تقدس مآب نے اس بات میں مسرت محسوس کی کہ وہ اگتائی خان Ogtai Khan اور دوسروں کو تہنیتی خطوط اپنے دستخطوں کے ساتھ بھجوائے۔ پوپ کو ان کی نمک حرامی کا اس وقت احساس ہوا جب انہوں نے عیسائی ممالک کو اتنی ہی غیر جنبہ داری سے پیوند خاک کرنا شروع کر دیا۔

بغداد کی تباہی بہ حیثیت اسلام کے دارلخلافہ کے مکمل تھی۔ خلیفہ کے قتل نے بظاہر یکجہتی کو سخت ٹھیس پہنچائی جو اسلامی ممالک میں قائم تھی۔ بغداد کی بربادی میں ایک ہفتہ لگا اس دوران اسی ہزار بے گناہ افراد کو موت کی گھاٹ اتار دیا گیا۔ شہروں کو جو نقصان یوں پہنچا اس کے بعد وہ پہلے جتنی ترقی نہ کر سکے اور ان کی بربادی کی داستان نہ صرف ناقابل بیان بلکہ وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتی۔ نہ صرف یہ کہ ہزاروں بیش قیمت کتب نذر آتش کر دی گئیں بلکہ سکالرشپ کی روایت اور استعداد علمی کو بھی ختم کر دیا گیا۔ اس کے باوجود وہ مذہب اسلام کو فنا نہ کر سکے بلکہ خود اس کا نشانہ بن گئے۔ ۱۲۷۵ء میں منگول حکمرانوں نے اسلام قبول کر لیا اس کے بعد یہی منگول اسلام کے سب سے بڑے حامی و مددگار بن گئے۔

اگلے دو سو سالوں کی سیاسی تاریخ فی الحقیقت ۱۳۵۰ء تک ایران میں مسلمان منگول شہزادوں کی داستان ہے۔ جب کہ اس دوران عثمانی ترک

ترکی میں حکومت پر براجمان تھے اور مصر سلطان صلاح الدین کی نسل کے زیر نگین تھا۔ ۱۳۵۰ء کے بعد سینٹرل ایشیا میں ایک اور فاتح افق عالم پر نمودار ہوا جس کا نام تیمور لنگ تھا۔ اگر چہ وہ مسلمان تھا مگر اس کا ارادہ ماسوا دنیا کو فتح کرنے اور دنیا پر فرمانروائی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس نے ایران، بھارت، افغانستان، اور روس کے کچھ حصوں کو روند ڈالا اور چین کے کچھ حصوں کو جس طرح چنگیز خاں نے اس سے پہلے کیا تھا۔ اس کی سب سے زیادہ قابل ذکر فتح ترکی کے سلطان بایزید اول پر تھی جو ۱۴۰۲ء میں وقوع پذیر ہوئی۔ اس واقعہ سے عثمانی ترکوں کی یلغار کچھ عرصہ کیلئے رک گئی۔ مگر اس کا سیاسی اثر ان پر سریع الزوال تھا۔ تیمور لنگ کے جانشینوں نے سینٹرل ایشیا پر اور ایران پر ایک سو سال سے زیادہ عرصہ تک حکومت کی جب ان کی جگہ صفوی خاندان نے لے لی۔

یہاں یہ بات بے جا نہ ہوگی کہ ہم ایک لمحہ کیلئے وقفہ کریں اور اس تاریک دور میں اسلام کی مذہبی سوچ پر طائرانہ نظر ڈالیں۔ اس دور میں بعض بہت بڑے صوفیائے کرام ہو گزرے۔ ان میں سب سے پہلے (قونیہ، ترکی کے رہنے والے) شاہ شمس تبریزؒ تھے آپ کے شاگرد رشید مولینا جلال الدین رومیؒ (وفات ۱۲۷۳ء) نے ۱۲۶۰ء کے لگ بھگ (چوبیس ہزار پر اشعار پر مشتمل) مثنوی روم زیب قرطاس کی۔ تیرھویں صدی میں صوفی ازم بام عروج پر تھا۔ قرون وسطیٰ کے اسلام میں صوفی تحریک کا سب سے عظیم نام محی الدین ابن العربی، جو سپین کے باشندے تھے انہوں نے دمشق کو اپنا وطن مالوف بنا لیا اور وہیں ۱۲۴۰ء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ادبی میدان میں فارسی کے شعراء شیخ سعدی اور حافظ اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں۔

**(۴) صفوی اور عثمانی ترکوں کا دور**

اب ہم تاریخ اسلام کے چوتھے دور سے آغاز کرتے ہیں جو ۱۵۰۰ء کے لگ بھگ شروع ہوتا ہے جب شاہ اسماعیل صفوی نے زمام اقتدار سنبھالا اور شیعہ سلسلہ سلاطین ایران میں شروع ہوا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ ایران میں شیعہ خاندان شاہی کے لوگ اقتدار میں آئے اس چیز کا مستقبل کی تاریخ اسلام پر بہت گہرا اثر پڑا۔

اس وقت اسلامی دنیا دو حریفانہ گروہوں میں تقسیم تھی ایک طرف تو شیعہ ایران، افغانستان اور عراق تھے تو دوسری طرف سلطنت عثمانیہ تھی جس میں عراق کا کچھ حصہ، عرب، شام، مصر اور الجیریا کے ممالک شامل تھے۔ سپین اس وقت مسلمان ہاتھوں سے جا چکا تھا۔ بھارت میں تیمور لنگ کی نسل حکومت کر رہی تھی یعنی خاندان مغلیہ۔

۱۵۰۰ء سے لیکر ۱۷۰۰ء تک ہمیں مندرجہ ذیل مطلق العنان حکومتیں دنیا پر چھائی نظر آتی ہیں: ہندوستان میں مغل بادشاہ یعنی اکبر اعظم، جہانگیر، شاہ جہاں (۱۶۶۶ء) اور اورنگ زیب۔ صفوی بادشاہ ایران میں جیسے شاہ عباس۔ جبکہ سلطان محمد ثانی (فاتح استنبول، وفات ۱۴۸۱ء)، سلطان سلیم اول، اور سلیمان اعظم ترکی میں بادشاہ تھے۔ ہندوستان مغلوں کے دور حکومت میں ایک زبردست سیاسی طاقت تھا جبکہ ایران کیلئے یہ خوشحالی کا سنہری دور تھا۔ ترکی میں ترک قوم اس وقت سب سے بڑی سلطنت پر قابض تھی۔

ترکی کے سلطان سلیم اول نے مصر، شام، اور حجاز کو فتح کر کے خود کو خلیفۃ المسلمین کا لقب نوازا۔ سلطان سلیمان اعظم جس نے ۶۶ سال تک 1510-66 تک حکومت کی اس نے بلغراد کے شہر اور پولینڈ کے کچھ حصوں کو اپنے زیر نگیں کر لیا۔ وی آنا کے شہر کو ترکوں نے گھیر لیا جبکہ اس وقت ترکی کے پاس دنیا کا سب سے بڑا بحری جہازوں کا بیڑا تھا۔ ترکش ایمپائر اس وقت جرمنی کے بارڈر سے شروع ہو کر ایران کے بارڈر تک پھیلی ہوئی تھی۔ اگر چہ اس دور میں اسلام میں مرکزیت تو ختم ہو چکی تھی مگر سیاسی طور پر اسلام اس وقت اپنے اوج کمال پر تھا۔ اس زمانہ کے ایک ہم عصر یوروپین تاریخ دان نے رقم کیا تھا کہ ماسوا ترکوں کی جنگ ایران کے ساتھ، اس وقت دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو ترک قوم کو یوروپ میں ہم لوگوں کو تہس نہس کرنے سے روک سکے۔

**(۵) ۱۷۰۰ء کے بعد کا دور**

ترکش قوم نے یوروپ پر ایک سو سال یعنی ۱۸۰۰ء تک آہنی گرفت سے حکمرانی کی۔ مگر ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کا شیرازہ بکھرنا شروع ہو گیا تھا اور اگلے دو سو سالوں میں ان کی جگہ برطانوی قوم نے لے لی۔ ادھر ایران صفوی خاندان کے ہاتھوں سے جاتا رہا اور ۱۷۲۷ء میں افغانوں نے پارس کو فتح کر لیا۔ افغان لوگ سنی العقیدہ تھے اور شیعہ ایرانیوں سے ان کو سخت نفرت و عداوت تھی۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ سلطان محمود غزنوی (۱۰۰۰ء) کے بعد افغانوں نے خود مختار سیاسی طاقت کی حیثیت سے اپنا اثر و رسوخ دکھایا۔ مگر جلد ہی نادر شاہ نے ان کو ایران سے مار بھگایا۔ وہ خود معمولی عاجز خاندان سے تعلق رکھتا تھا مگر اس نے کسی طریق سے اقتدار حاصل کر لیا اور ایران پر حکومت کی۔ اس کی فتوحات کا دور اتنا ہی خیرہ کن تھا جتنا تیمور لنگ یا نپولین کا تھا۔

تاریخ پارس کو ختم کرتے ہوئے یہ بتاتا چلوں کہ نادر شاہ کے خاندان

کے ہاتھوں سے اقتدار جاتا رہااور قاجر خاندان نے ان کی جگہ لے لی۔ انہوں نے ایران پر ۱۹۰۶ء تک حکومت کی جب وہاں انقلاب برپا ہوا اور ایرانی عوام کو ان کا اپنا آئین دیا گیا۔ رضا شاہ پہلوی نے ۱۹۲۵ء میں اقتدار حاصل کر لیا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں رضا شاہ نے اپنا تاج اپنے فرزند کو ۱۹۴۷ء میں سونپ دیا جو کہ موجودہ شاہ ہے۔ (۱۹۴۷ء کی بات ہے، مترجم)

جہاں تک ترکی کی تاریخ کا تعلق ہے اس میں ایک اہم حصہ روس کا بہ حیثیت سیاسی طاقت کے بساط عالم پر ابھرنا ہے۔ ترکی کی جنگیں روس کے ساتھ ۱۷۰۰ء کے قریب شروع ہوئیں۔ شروع شروع میں تو فتح نے ترک قوم کے قدم چومے، ۱۷۱۰ء میں پیٹر دی گریٹ کی فوج کو مکمل طور پر تہس نہس کر دیا گیا مگر ۱۷۷۰ء کے قریب ترک فوج کی قسمت خراب ہونا شروع ہوگئی۔ کریمیا نے ترکی سے ۱۷۸۸ء میں آزادی حاصل کر لی۔ فرانس جو کہ عموماً ترکی کا حلیف ہوتا تھا جب نپولین نے مصر پر ۱۷۹۸ء میں قبضہ کر لیا تو اس نے تعلقات منقطع کر لئے۔ مصر محمد علی کے زیر اقتدار ترکی سے الگ ہو گیا اور نیم مختار ہو گیا۔ اس کے بعد کی مصری تاریخ سے اور برطانیہ نے اس میں کیا رول ادا کیا اس سے آپ بخوبی واقف ہیں مجھے اس کی تفصیل بتلانے کی ضرورت نہیں ہے۔

قریب قریب اسی دور میں فرانس نے الجیریا کا ملک ترکوں سے چھین لیا۔ یونانیوں نے یوروپین اقوام کی مدد سے ۱۸۲۰ء کے لگ بھگ آزادی حاصل کر لی۔ ترکی کی خلافت رفتہ رفتہ اپنی طاقت کھو رہی تھی جب نوجوان ترکوں نے ۱۹۱۰ء میں خلیفہ سے حکومت چھین لی۔ ترکی نے ۱۹۱۴ء کے جنگ عظیم میں جرمنوں کا ساتھ دیا اور اس کے تمام یوروپین اور ایشین مقبوضہ علاقے چھین لئے گئے۔ اس جنگ کے بعد عرب ممالک نے بھی ترکی سے آزادی حاصل کر لی۔

## ۱۹٤۷ کے حالات

یہ مضمون ختم کرنے سے پہلے میں تمام مسلمان ممالک کی تاریخ کا خلاصہ ان کے قومی نقطہ نظر کے مطابق پیش کرنا چاہوں گا اور ہم انتہائی مشرق سے شروع کرتے ہیں۔

**پاکستان:** مسلمان سندھ اور ملتان کے علاقہ میں آٹھویں صدی میں آئے۔ مگر مسلمانوں کی حکمرانی برصغیر ہند میں پورے زور کے ساتھ بارہویں صدی میں شروع ہوئی۔ چار سو سال تک ہندوستان پر مختلف افغان شاہی خاندان حکومت کرتے رہے۔ ان کے بعد ۱۵۲۶ء میں مغلوں نے حکومت شروع کی۔ مغلیہ اقتدار دو سو سال بعد برطانوی قوم کو منتقل ہو گیا جنہوں نے ہندوستان کو ۱۹۴۷ء میں خیر باد کہا اور پاکستان معرض وجود میں آیا۔

**افغانستان:** یہ ملک امیہ اور عباسی سلطنتوں کا حصہ تھا۔ اس نے ۱۰۰۰ء کے لگ بھگ علیحدہ ملک کی حیثیت اختیار کی جب غزنوی (جس کا دار الخلافہ غزنی میں تھا) شاہی خاندان یہاں برسر اقتدار تھا۔ اس کے بعد اس کا حال وہی ہوا، اس کی بوقلمونی تاریخ میں جو فارس کا ہوا۔ یہ صرف ایک صوبہ تھا کبھی تو مسلمان ہندوستانی ایمپائر کا اور کبھی ایرانی۔

۱۷۲۵ء میں تاہم افغانستان آزاد ہو گیا۔ انیسویں صدی میں افغانیوں کا برٹش کے ساتھ تصادم ہوا مگر برٹش افغانستان کو زیر نگیں کرنے کی کوئی صورت نہ پیدا کر سکے۔ اس وقت سے اب تک یہ ایک خودمختار ملک چلا آ رہا ہے۔

پارس یعنی ایران: پارس امیہ اور عباسی مملکتوں کا حصہ تھا۔ گیارہویں صدی اور بارہویں صدی میں یہ سلجوق حکمرانوں کے زیر نگیں تھا۔ قریب ایک سو سال تک منگول شہزادے اس پر حکومت کرتے رہے اور پھر ۱۳۵۰ء سے لیکر ۱۵۰۰ء تک سلطان تیمور لنگ اور اس کی نسل کے لوگ اس پر حکمرانی کرتے رہے۔ ۱۵۰۰ء سے لیکر ۱۷۰۰ء تک صفوی یہاں حکمران رہے جس کے بعد قاجر خاندان نے اقتدار حاصل کر لیا۔

**سینٹرل ایشیا:** ٹرانس سکسونیا کا حصہ ایران کے قبضہ میں اٹھارویں صدی تک رہا جب روسیوں نے رفتہ رفتہ جنوب کی طرف پھیلنا شروع کیا۔ انیسویں صدی میں انہوں نے بخارا اور سمرقند کو فتح کر لیا۔

**عراق اور شام:** شام (بشمول فلسطین کے جو تمام تاریخ اسلام میں شام کا اٹوٹ حصہ رہا) اور عرب کے ممالک کا حال ایران جیسا ۱۵۰۰ء تک رہا۔ اس کے بعد وہ عثمانی سلطنت کا حصہ بن گئے۔ ۱۹۱۴ء کی پہلی جنگ عظیم کے دوران یہ قومیں آزاد ہو گئیں۔ جنگ کے بعد برطانیہ نے عراق کو آزادی دینے کا جو وعدہ کیا تھا اس سے منہ موڑ لیا۔ شام کا ملک فرانس کو دے دیا گیا۔ عراق اور اردن کو برطانیہ کے زیر نگرانی کر دیا گیا۔ ۱۹۳۹ء میں شروع ہونے والی جنگ عظیم دوم کے بعد شام اور اردن نے آزادی حاصل کر لی۔

**ترکی:** عباسی حکمرانوں نے سب سے پہلے اس ملک کو اسلام کیلئے فتح کیا۔ عثمانی ترکوں نے اس پر ۱۲۸۸ء میں حکمرانی شروع کی۔ استنبول پر سلطان محمد ثانی نے ۱۴۵۳ء میں قبضہ کیا۔ ایک زمانہ میں ترکی بین الاقوامی طاقت (سپر پاور) بن گیا تھا مگر انیسویں صدی میں اس پر زوال شروع ہو گیا۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ میں ترکی جب جرمنی کا حلیف بنا تو یہ اپنے تمام مقبوضہ علاقوں سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

**مصر:** اموی خاندان نے مصر پر ۷۵۰ء تک حکومت کی، پھر فاطمی

خاندان نے ۱۱۷۰ء تک، پھر مملوک خاندان نے ۱۵۰۰ء تک جب سلطان سلیم نے اسے فتح کر کے سلطنت عثمانیہ کا حصہ بنا دیا۔ اس نے آزادی انیسویں صدی میں حاصل کی مگر پھر برطانیہ نے قبضہ کرلیا اور حال ہی میں اسے دوبارہ آزادی ملی ہے۔

**سپین:** اس ملک پر مسلمانوں نے ۷۱۰ء میں قبضہ کیا اور اس کے حکمران بنو امیہ شاہی خاندان کے لوگ تھے۔ اس ملک نے بنو عباس کی حکمرانی کبھی قبول نہ کی۔ مسلمانوں کی حکومت یہاں ۱۴۰۰ء کے لگ بھگ ختم ہوگئی۔ یا تو مسلمانوں کو یہاں سے جلاوطن کردیا گیا یا پھر وہ دوبارہ عیسائی بن گئے۔

اس جائزہ میں میں نے ملائیشیا، انڈونیشیا اور افریقہ کو شامل نہیں کیا ہے۔ میں نے اس سے پہلے بھی کہا ہے کہ جب اسلام کی سیاسی طاقت اس کے نقطہ زوال پر تھی تو اس کے مذہبی قوت حیات اس کے ہمیشہ آڑے آئی۔ اسلام کی سیاسی طاقت اپنے زوال پر انیسویں صدی کے آخر پر پہنچ گئی جب اسلام کے اندر احمدیہ تحریک کا آغاز ہوا۔ حضرت احمد علیہ السلام مسیح موعود اور مہدی موعود اس مقصد کیلئے ۱۸۸۹ء میں قادیان کے قصبہ میں مبعوث ہوئے اور ان کے ذریعہ اسلام ایک بار پھر روحانی اور سیاسی طور پر حیات نو حاصل کریگا۔ انشاءاللہ۔ (یہ مضمون حال ہی میں ریویو آف ریلیجنز، لندن، کے اگست ۲۰۰۳ء کے شمارہ میں دوبارہ شائع ہوا ہے)

## تنہائی

پھر کوئی آیا دلِ زار! نہیں کوئی نہیں
راہرو ہوگا ، کہیں اور چلا جائے گا
ڈھل چکی رات ، بکھرنے لگا تاروں کا غبار
لڑکھڑانے لگے ایوانوں میں خوابیدہ چراغ
سو گئی راستہ تک تک کے ہر اک راہگزار
اجنبی خاک نے دھندلا دیے قدموں کے سراغ
گل کرو شمعیں ، بڑھا دو مے و مینا و ایاغ
اپنے بے خواب کواڑوں کو مقفل کرلو
اب یہاں کوئی نہیں ، کوئی نہیں آئے گا

(فیض احمد فیض)

Love For All
Hatred For None
Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim
Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. And C.D. Players
are available here
Near Ahmadiyya Muslim Mission,
Gangtok, Sikkim
03592-220107, 281920

Rakesh Jewellers
For every kind of
Gold and Silver ornament
All kinds of Rings &
"Alaisallah" Rings also sold
Kishen Seth, Rakesh Seth
Main Bazar, Qadian
01872-221987, 220190 (PP)
سو سال پرانی سیٹھ پیارے لعل صراف کی دوکان

# خلافت کا مبارک دَور
## اور
# جماعت احمدیہ کی ترقی

مرسلہ: مکرم عبدالقدیم صاحب نیاز قادیان

انبیاءکرام انسانی قلوب میں ایمان کا بیج بونے کے لیے آتے ہیں اور اُن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح حیوانِ ناطق عالم ارضی سے اپنا ناطہ توڑ کر عالم سماوی سے اپنا رشتہ جوڑ لیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق پیدا کرلیں۔ جب نبی اپنا کام مکمل کر کے اپنے مالکِ حقیقی کی طرف لوٹ جاتا ہے تب خداتعالیٰ اپنی قدرت کا دوسرا ہاتھ دکھاتا ہے اور اس پودے کی آبیاری اور نگہبانی کے لیے خلفاءکرام کا سلسلہ جاری فرماتا ہے۔ خلیفہ اگرچہ مأمور نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا انتخاب خدائی منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الفَاسِقُوْنَ

کہ جس نے انتخاب خلافت کے بعد نافرمانی کی وہ فاسق اور عہد شکنی کرنے والا ہے۔

اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی اسی سنّت کے پورا کرنے کے لیے سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور جب اپنا کام مکمل کر کے اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے تو آپ کے بعد خلافت کے سلسلہ شروع ہوا۔ اور حضرت الحاج حکیم مولانا نورالدین صاحب تختِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپؓ کے دورِ خلافت کے بعد حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے سر پر اللہ تعالیٰ نے خلافت کا تاج رکھا۔ آپ کے زمانہ خلافت میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام نے اس قدر ترقی کی کہ کیا اپنے اور کیا بیگانے سب آپ کے ثناخواں ہوگئے اور آپ کی اولوالعزم قیادت اور عظیم الشان کارناموں کو دیکھ کر حیران و ششدر ہوگئے

دشمن بھی یہ کہتے ہیں اسلام کی خاطر ہی
محمود نے دکھلائی جاں بازیٔ پروانہ

آپ کا بابرکت دورِ خلافت ۵۲ سال پر محیط تھا۔ اس دَور میں جماعت احمدیہ نے اس قدر ترقی کی کہ جن جگہوں پر تثلیث کے نعرے بلند ہوتے تھے وہاں سے توحید کی ندائیں گونجنے لگیں۔ ۱۹۳۴ء کا سال تاریخ احمدیت میں ایک تاریخی سال ہے۔ یہ سخت ابتلاء اور تکالیف کا سال تھا۔ مخالفین جن کی پُشت پناہی اس وقت کی حکومت کر رہی تھی، جماعت احمدیہ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے عزائم لے کر جماعت کے خلافت حیلے گھڑ رہے تھے۔ لیکن بھلا خداتعالیٰ کے ہاتھوں سے لگے ہوئے اس شجرۂ طیبہ کو جس کی حفاظت کی ذمہ داری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ کے سپرد تھی، مخالفین کی مجلس احرار کیا نقصان پہنچا سکتی تھی۔ مثل مشہور ہے

جس کو خدا رکھے اُسے کون چکھے

قارئین! ایسے نازک اور پُرخطر حالات میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے الٰہی منشاء کے مطابق ایک عظیم الشان تحریک ”تحریک جدید“ کے نام سے جاری فرمائی اور مخالفین احمدیت کو مخاطب کر کے فرمایا:

**”تم سارے مل جاؤ اور دن رات منصوبے بناؤ اور اپنے منصوبوں کو کمال تک پہنچا دو اور اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے احمدیت کو مٹانے کے لیے تُل جاؤ۔ پھر بھی یاد رکھو تم سب ذلیل اور رُسوا ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے۔ تباہ و برباد ہو جاؤ گے اور خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا۔“**

(کتاب مطالبات تحریک جدید)

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اِذن اور اسکی منشاء کے مطابق سیّدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فوج ملائک کی مدد سے تحریک جدید کی صورت میں اسلام کی فتح و کامرانی کا عظیم الشان اور مضبوط قلعہ تعمیر فرمایا۔ جس پر جماعت کے افراد مرد و زن نے والہانہ لبیک کہا۔ پھر کیا تھا آنِ واحد میں مخالفین کے تمام منصوبے خاک میں مِل گئے۔ اس تحریک کے ذریعہ جماعت میں ایسے واقفین میسّر آئے جن کی محنت و کاوشوں سے آج بفضلہٖ تعالیٰ ۱۷۵ سے زائد ممالک میں احمدیت کا درختِ وجود سرسبز شاخوں اور شیریں اثمار سے لدا پڑا ہے۔ اور وہ وقت دُور نہیں جب ساری دُنیا نغمۂ توحید لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ سے گونج اُٹھے گی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

اُن اقوام پہ ہوتا ہے نازل فضلِ رحمانی
میسّر ہوں جنہیں راہِ خدا میں شوقِ قربانی

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے وقفِ جدید کی عظیم الشان تحریک بھی جماعت کے سامنے رکھی۔ اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ اس کے ذریعہ ایسے افراد تیار کیے جائیں جو دیہاتوں میں جا کر قوم کی خدمت کرسکیں۔ جماعتی تنظیم کو مضبوط کرنے کے لیے آپ نے انصاراللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، اطفال الاحمدیہ، ناصرات الاحمدیہ کی تنظیمیں قائم فرمائیں۔ تفسیر کبیر جیسی معرکۃ الآراء تفسیر لکھ کر پیاسی روحوں کو سیراب کیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے کندھوں پر خلافت کے بار کو رکھا۔ آپؒ نے جماعت کے تنظیمی و تربیتی کاموں کو مزید وسعت دینے کے لیے جماعت سے مالی اور جانی قربانی کے مطالبات کیے۔ جماعت نے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے نئے باب رقم کیے۔ آپؒ نے اپنے دور خلافت میں جماعت کی ترقیات کے لیے فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ، نصرت کے سامنے پیش کیں۔ نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے تحت افریقہ کے غریب ممالک میں بڑے بڑے ہسپتال، اسکول اور کالج کھولے گئے۔ تاکہ اُس قوم کو بھی دُنیا کے دوسرے ممالک کی صف میں کھڑا کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ کے ذریعہ اس برّاعظم میں کی جانے والے خدمات نے عظیم الشان وسعت اختیار کرلی ہے اور جماعت احمدیہ کا پودا اس صحرائی زمین میں پوری وسعت کے ساتھ نشوونما پارہا ہے۔ آج بڑے بڑے بادشاہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈ رہے ہیں۔ جوبلی فنڈ کے ذریعہ دُنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم پیش کرنے کی جماعت کو توفیق ملی۔ آپ سترہ سال خلافت کے اس بار کو اپنے کندھوں پر اُٹھاکر جماعت کو تیزی کے ساتھ ترقی کی طرف لے جاتے رہے۔ آپؒ کی وفات پر سنّت الٰہی کے مطابق جماعت نے ایک مرتبہ پھر قدرت ثانیہ کے ظہور کے نشان دیکھے اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع خلافت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے۔ خلافت رابعہ کا بابرکت اور تابندہ دَور ۲۱ سالوں پر محیط ہے۔ یہ دَور اللہ تعالیٰ کے بے انتہا اور لامتناہی فضلوں، برکتوں اور رحمتوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔ نظامِ خلافت اپنی بے شمار کامیابیوں اور کامرانیوں کے ساتھ آج مسلمانوں کی بقاء اور ترقی کا واحد ضامن اور ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کی ترقیات کا مقابلہ آج دنیا میں موجود کسی اور تنظیم یا جماعت سے نہیں کیا جاسکتا۔

۱۹۸۴ء میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ تعالیٰ پاکستان سے ہجرت کر کے لندن پہنچے۔ یہاں سے جماعتی ترقیات کا ایک نیا اور عظیم الشان باب رقم کیا گیا۔ خلافتِ رابعہ کی سب سے بڑی نعمت مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی عالمی اسلامی نشریات کا آغاز ہے۔ آج عالمی سطح پر ۲۴ گھنٹے اسلام کی صلح و آشتی پر مشتمل حقیقی تعلیم کو پیش کرنے والا یہ واحد اسلامی چینل ہے۔ بڑی بڑی اسلامی حکومتیں جو کام نہ کرسکیں وہ خلافت کی نعمت سے معمور اس چھوٹی سی جماعت نے کردکھایا۔

اسی دورِ خلافت میں تبلیغ اسلام کے کام نے حیرت انگیز وسعت و سرعت اختیار کرلی۔ دنیا کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ہر احمدی کو دعوت الی اللہ کے میدان میں کود پڑنے کی تحریک کی۔ اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر احمدی تبلیغ کے کام میں مصروف ہوگیا اور اس کے حیرت انگیز نتائج دیکھنے میں ملے۔ وہ علاقے جو پہلے اسلام کے نام سے ہی ناآشنا تھے آج وہاں بفضلہ تعالیٰ حقیقی اسلام کے آغوش میں عافیت اور سکونِ قلب حاصل کرنے والی سعید روحوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچ چکی ہے۔

مستقبل کی عظیم الشان ذمہ داریوں اور ضرورتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے سامنے وقفِ نو کی تحریک بھی جاری فرمائی تا والدین اپنے بچوں کو دین کی خدمت کے لیے وقف کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری دنیا میں بسنے والے احمدی والدین نے اپنی اولاد کو دین کے لیے وقف کیا جن کی تعداد اب ہزاروں تک پہنچ چکی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اسی بابرکت تحریک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

**”آئندہ صدی میں ایک عظیم الشان واقفین بچوں کی فوج ساری دنیا سے اس طرح داخل ہورہی ہو کہ وہ دنیا سے آزاد ہورہی ہو اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خدا کے غلام بن کے اس صدی میں داخل ہورہی ہو۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہم خدا کے حضور تحفہ پیش کررہے ہوں۔ اور اس وقت شدید ضرورت ہے کہ آئندہ سو سالوں میں جس کثرت سے اسلام نے ہر جگہ پھیلنا ہے۔ وہاں لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خدا کے غلام ہوں واقفین زندگی چاہئیں۔“**

(کتاب خطبات وقفِ نو حصہ اوّل صفحہ ۲۲)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے واقفین و واقفات نو بچوں کی یہ فوج ہر ملک میں تربیت حاصل کررہی ہے اور مستقبل کی بھاری ذمہ داریوں کو اٹھانے کے لیے ٹریننگ حاصل کررہی ہے۔

الغرض سو سال کا طویل عرصہ گزار کر جماعت احمدیہ بلوغت کے دَور میں داخل ہوچکی ہے۔ تیزی کے ساتھ اپنے قدم آگے بڑھا رہے اس قافلہ کا سالار جب اپنے ربّ کی آواز پر لبیک کہتا ہوا رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ہوکر اپنے

مالکِ حقیقی سے جاملا تو ایک مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی دستِ قدرت کی تجلّی فرمائی اور گرتے ہوئے حوصلوں کو ایک نئی طاقت اور قوّت بخشتے ہوئے ایک ہاتھ پر اکٹھا کر دیا اور حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الخامس کی رداء پہناتے ہوئے اس قافلہ کو اپنی منزل کی طرف رواں دواں کر دیا۔

یہ دَور جس سے ہم آج کل گذر رہے ہیں دعاؤں کے دن ہیں۔ جیسا کہ خود حضور نے جماعت کے نام اپنے پہلے پیغام میں یہی فرمایا کہ دعائیں کریں، دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کو صحت و سلامتی والی عمر دراز سے نوازے اور ہم سب کو خلافت سے سچا تعلق قایم کرنے کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

رسالہ مشکوۃ کو قلمی تعاون کی ضرورت ہے۔ اہلِ علم حضرات اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔ (ایڈیٹر مشکوۃ)

فلله الحمد
رب السموت ورب الارض رب العلمين وله الكبرياء في السموت والارض وهو العزيز الحكيم ﴿الجاثیۃ ۳۷-۳۸﴾

هو الشافى We treat but Allah cures.

Praise & Greatness-All For Allah Only.

طالب دعا

**Fatema Rashid**

*Nursing Home & Hospital*

Qadian.143516.Punjab

فاطمہ رشید ہسپتال قادیان

Ph: 01872-220002, 220404
Fax: 01872-221223

**JMB Ricemill Pvt. Ltd.**

AT: TISALPUT, P.O.: RAHANJA, BHADRAK, PIN-756111
Ph: 06784-50853 Res: 50420

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے" (کلام امام الزمان)

# نشانِ حقیقت کی آرزُو

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مُجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
جو خلوصِ دل کی رمق بھی ہے ترے ادّعائے نیاز میں

ترے دل میں میرا ظہور ہے ترا سر ہی خود سرِ طور ہے
تری آنکھ میں مرا نور ہے مجھے کون کہتا ہے دُور ہے؟
مجھے دیکھتا جو نہیں ہے تُو، یہ تری نظر کا قصور ہے
مُجھے دیکھ طالب منتظر مُجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبینِ نیاز میں

مجھے دیکھ رفعتِ کوہ میں مُجھے دیکھ پستی کاہ میں
مجھے دیکھ عجزِ فقیر میں مجھے دیکھ شوکتِ شاہ میں
نہ دکھائی دُوں تو یہ فکر کر کہیں فرق ہو نہ نگاہ میں
مُجھے دیکھ طالب منتظر مُجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبینِ نیاز میں

مجھے ڈھونڈ دِل کی تڑپ میں تُو مجھے دیکھ رُوئے نگار میں
کبھی بُلبلوں کی صدا میں سُن کبھی دیکھ گُل کے نِکھار میں
میری ایک شان خزاں میں ہے میری ایک شان بہار میں
مُجھے دیکھ طالب منتظر مُجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبینِ نیاز میں

میرا نور شکلِ ہلال میں میرا حُسن بدرِ کمال میں
کبھی دیکھ طرزِ جمال میں کبھی دیکھ شانِ جلال میں
رگِ جاں سے ہُوں مَیں قریب تر ترا دل ہے کس کے خیال میں
مُجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تری جبینِ نیاز میں

(ماہنامہ "مصباح" اکتوبر ۱۹۵۴ء)

ڈاکٹر سَر محمد اقبال کی ایک نظم کے جواب میں جس کا پہلا شعر یہ ہے
"کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں　کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں"
حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ نظم کہی تھی۔

# بزمِ اطفال

## دینِ اسلام

ہمارا مذہب اسلام ہے۔ مذہب اس راستے کو کہتے ہیں جس پر چل کر انسان اپنے پیدا کرنے والے خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ اس کی رضا کو حاصل کرتے ہوئے سچا بندہ بن سکتا ہے۔ ''اسلام'' کا لفظی مطلب امن، سلامتی اور فرمانبرداری کے ہوتے ہیں۔ یعنی ایک سچا مسلمان اپنے خدا کی احکام کی اطاعت کرتا ہے۔ اس کے حکموں کو مانتا اور منع کی ہوئی باتوں سے بچتا ہے۔ وہ صرف وہی کام کرتا ہے جن میں خدا کی مرضی ہوتی ہے اور ان کاموں سے دور رہتا ہے جن سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ وہ ہر دکھ اور پریشانی کے وقت میں اپنے خدا کے آگے جھکتا ہے اور اپنی ہر مشکل اور تکلیف اسی کو بیان کرتا ہے۔

ایک سچا مسلمان اس بات پر سچا اور پختہ ایمان رکھتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی ساتھی نہیں اور یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے رسول ہیں، جو آج سے چودہ سو سال پہلے عرب کے ملک میں پیدا ہوئے تھے۔ رسول اور نبی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ مختلف زمانوں میں لوگوں کو سیدھے راہ پر چلانے کے لیے بھیجتا ہے۔ یعنی جب لوگ ایک خدا کو بھلا دیتے ہیں اور اس کے حکموں پر عمل کرنا بند کر دیتے ہیں تب اللہ تعالیٰ ان کو سمجھانے اور اپنے حکموں کو یاد دلانے کے لیے نبیوں کو بھیجتا ہے۔ اس لیے آج سے چودہ سو سال پہلے جب ساری دنیا گمراہی میں جا چکی تھی اور ایک خدا کو چھوڑ کر لوگوں نے پتھروں اور تصویروں کی عبادت کرنا اور انہیں خدا سمجھ کر ان سے دعائیں کرنا شروع کر دیا تھا اور دنیا میں بہت زیادہ گناہ اور ظلم بڑھ گیا تھا تب اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے پیارے نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھیج کر دینِ اسلام کی شکل میں ایک ایسی تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی جس پر عمل پیرا ہو کر دنیا سے ہر برائی، ظلم اور تشدد کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

دنیا میں ہر زمانے میں نبی مبعوث ہوئے ہیں۔ اسلام ایسا واحد مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں کو اپنے سے پہلے ظاہر ہوئے تمام انبیاء پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے۔ ایک سچا مسلمان صرف یہی اقرار نہیں کرتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں، بلکہ وہ یہ بھی یقین رکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ، حضرت موسیٰ، حضرت بدھ، حضرت کنفیوشس، حضرت کرشن، حضرت رام، حضرت زرتشت علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول تھے جو اپنے زمانہ میں لوگوں کو ہدایت دینے کے لیے ظاہر ہوئے۔ ان کا پیغام بھی سچا تھا اور وہ بھی سچے رسول تھے۔

ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی تمام مقدس کتابوں پر ایمان لاتا ہے اور انہیں خدا تعالیٰ کا مقدس کلام مان کر ان کا احترام کرتا ہے۔ چاہے وہ تورات ہو یا بائبل، وید ہو یا طالوت۔ الغرض یہ تمام کتب اپنے اپنے وقت میں کامل اور مکمل ضابطۂ حیات تھیں۔ لیکن چونکہ یہ تعلیمات دائمی نوعیت کی نہیں تھیں اور بعد کے لوگوں نے ان میں دخل دے کر بہت سی غلط اور بے بنیاد باتیں ان میں شامل کر دی تھیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے ایک ایسی شریعت نازل فرمائی جن میں پچھلی کتب کی تمام باقی رہنے والی اصولی باتوں اور اوامر و نواہی کے علاوہ ایسی تعلیم بھی موجود تھی جو قیامت تک کے لیے قابلِ عمل تھی۔ یہ شریعت قرآن کریم کی شکل میں آج ہمارے سامنے موجود ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس کا نام اللہ تعالیٰ نے

البیّنة اور القیّمة

رکھا ہے۔

# ہمارا خدا

### (اسلام میں خدا کا تصوّر)

موسمِ گرما کی ایک خوبصورت صبح تھی۔ سورج پوری توانائی کے ساتھ چمک رہا تھا۔ سلمٰی اور اس کی اسکول کی سہیلیاں میری اور باربرا سلمٰی کے گھر کے پیچھے بنے چھوٹے سے باغیچہ میں کھیل رہی تھیں۔ سلمٰی کی امی جنرری بھی اس دھوپ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھی ایک رسالہ کا مطالعہ کر رہی تھیں۔

اچانک باربرا نے ایک خوبصورت رنگوں والی تتلی دیکھی جو پھولوں کے اوپر منڈلا رہی تھی۔ اس نے جلدی سلمٰی اور میری کو بلایا تا کہ وہ بھی اس کو دیکھ سکیں۔

میری نے دھیان سے تتلی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ''واقعی یہ تو بہت ہی خوبصورت ہے۔''

سلمٰی: ''اس کے رنگ کتنے خوبصورت ہیں۔ ہمیں اس کے لیے خدا کا شکر کرنا چاہیئے جس نے اتنی خوبصورت مخلوق پیدا کی ہے۔ وہ صرف دیکھنے میں ہی خوبصورت نہیں ہیں بلکہ ان کے کئی فوائد بھی ہیں۔''

باربرا: کیا تم واقعی یقین رکھتی ہو کہ کوئی خدا ہے؟

سلمٰی: ہاں، اسی لیے میں روزانہ باقاعدگی کے ساتھ نماز پڑھتی ہوں۔ میں اپنے سارے گناہوں اور غلطیوں کے لیے اس سے معافی مانگتی ہوں

اوراپنے ہرکام میں اس کی مدد طلب کرتی ہوں۔

کچھ دیر تک میری نے تتلی کا تعاقب کیا اور اس کے بعد وہ واپس آگئی اور سلمیٰ سے پوچھا ''کیا تم نے کبھی خدا کو دیکھا ہے؟''

سلمیٰ: نہیں، میں نے نہیں دیکھا۔

میری: تب تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ کوئی خدا ہے؟

اس سے پہلے کہ سلمیٰ کوئی جواب دے پاتی باربرا نے کہا ''میں نے کتابوں میں تصویریں دیکھی ہیں جن میں خدا کو ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں دکھایا گیا ہے جس کی لمبی سفید داڑھی ہے اور وہ بادلوں کے اوپر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے گرد بہت سے فرشتے ہیں۔ الگ الگ مذہب والوں کے خدا کے بارے میں تصورات بھی الگ الگ ہیں۔ میری سہیلی نیتا ہندو ہے اور میں نے اس کے گھر میں تصویریں دیکھی ہیں جہاں خدا کو ایک ہاتھی کی شکل میں دکھایا گیا ہے یا کہیں انسان کی شکل میں جس کے بہت سے ہاتھ ہیں۔''

میری: ''ہماری اُستانی نے ہمیں بتایا ہے کہ قدیم مصری لوگ ایسے خدا کی عبادت کیا کرتے تھے جس کی شکل بھیڑیے سے ملتی تھی۔ انہوں نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ کچھ مصری لوگ بلّیوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔''

پھر اُس نے سلمیٰ کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا کہ ''اب ہمیں بتاؤ کہ تمہارا خدا دیکھنے میں کیسا لگتا ہے؟''

سلمیٰ: ''میرا خیال ہے کہ وہ دیکھنے میں ویسا نہیں ہے جیسا ہم کسی ظاہری چیز کو دیکھتے ہیں۔ اسلام میں خدا کا تصور اس سے بالکل مختلف ہے جو تم کہہ رہی ہو۔''

''چلو ہم تمہاری امّی سے پوچھتے ہیں۔'' میری اور باربرا نے مشورہ دیا۔

سلمیٰ: ''ہاں یہ اچھی بات ہے۔''

لڑکیاں سلمیٰ کی امّی کی پاس گئیں اور انہیں آداب کیا۔

بشریٰ نے نظریں اٹھاتے ہوئے کہا ''ہاں بچو! تم نے اتنی جلدی کھیل ختم کرلیا؟''

''نہیں امّی، ہم آپ سے خدا کے بارے میں کچھ سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔'' سلمیٰ نے کہا۔

بشریٰ: ''ٹھیک ہے، بتاؤ تم کیا چاہتی ہو؟''

سلمیٰ: ''میری سہیلیوں کو خدا کے موجود ہونے میں یقین نہیں ہے۔ کیا خدا واقعی موجود ہے؟ اور اگر وہ ہے تو وہ دیکھنے میں کیسا ہے؟''

بشریٰ: ''چلو پہلے سوال کے پہلے حصے پر غور کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ خدا کی ہستی کے بارے میں شک کرتے ہیں۔ کچھ لوگ تو اس کی ہستی کا بالکل ہی انکار کرتے ہیں۔ باقی لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ پہلے زندہ ہوا کرتا تھا لیکن اب وہ مر گیا ہے۔

اسلام کے مطابق خدا تمام کائنات اور اس میں پائی جانے والی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ قرآن کریم نے اللہ میاں کی ہستی کے بہت سے زبردست ثبوت دیئے ہیں:

ایک جگہ وہ کہتا ہے:

**''سورج کی دسترس میں نہیں کہ چاند کو پکڑ سکے اور نہ ہی رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور سب کے سب (اپنے اپنے) مدار پر رواں دواں ہیں۔''** (یٰسٓ: ۴۱)

یہ آیت اس حیرت انگیز ترتیب اور نظام کی طرف اشارہ کرتی ہے جو ہمیں ساری کائنات میں نظر آتا ہے۔ ہر چیز جو اللہ میاں نے پیدا کی ہے اس میں ایک مکمل توازن نظر آتا ہے۔ اس کی تخلیق میں کہیں بھی کوئی کمی یا عدم توازن نظر نہیں آتا۔

مثال کے طور پر اگر ہم خلائی سیاروں پر غور کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اُن میں ہر ایک اپنا مقررہ کام بہت ہی باقاعدگی کے ساتھ بنا کسی غلطی کے لگاتار کر رہا ہے، وہ بھی دوسرے کے کام میں معمولی سا بھی دخل دیئے بنا۔

ہر ایک خلا میں بالکل صحیح راستہ پر چکّر لگا رہا ہے۔

اجرامِ فلکی میں ذرّہ بھر بھی عدم توازن ساری دنیا کو تباہ و برباد کرسکتا ہے لیکن اجرامِ فلکی نہ تو آپس میں کبھی ٹکراتے ہیں نہ ہی ان کی رفتار میں کوئی تبدیلی آتی ہے اور نہ ہی اپنے راستے کو معمولی سا بھی بدلتے ہیں، اور اس قدر لمبے عرصے کے باوجود ان کے محور میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔ اگر اس کے اوپر کوئی اعلیٰ طاقت نگرانی نہیں کر رہی تو پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ اتنا عظیم الشان کاروبار خود بخود انگنت سالوں سے اپنے آپ ہی چلتا رہے؟''

''ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ایک مکمل ہم آہنگی کی موجودگی اور قوانینِ قدرت میں کامل توازن کی وجہ سے ماضی میں بھی بہت سے سائنسدانوں کو خدا کی ہستی کا اقرار کرنا پڑا تھا۔ یہاں تک کہ آئن سٹائین جیسے عظیم سائنسدان کو بھی یہ اعلان کرنا پڑا کہ اس منظّم کائنات کا ایک خالق ضرور ہونا چاہیے، جس نے کامل علم کے ساتھ اس کی تخلیق کی ہے۔''

میری: ''آنٹی، قرآن جو دلیل پیش کرتا ہے وہ بہت واجب ہے۔ اس منظّم کائنات کے ذریعہ ہم جس نتیجہ پر پہنچتے ہیں وہ یہی ہے کہ ایک خالق ضرور ہونا چاہیے، جس نے ہر چیز کو ایک کامل علم کے ساتھ پیدا کیا ہو۔''

(باقی آئندہ - از "My Book About God")

## نمایاں کارکردگی

مجلس اطفال الاحمدیہ کولکتہ کے رکن عزیزم فرید عالم ابن محترم محبوب عالم صاحب نے کولکتہ میں منعقد ہوئے ۱۸سال سے کم عمر کے بچوں کے ٹینس مقابلہ کے فائنل میں کامیابی حاصل کی۔ عزیز نے ڈی وشوکرما کو ۱-۶، ۱-۶ سے شکست دی۔

اس خوشی کے موقعہ پر عزیز کے والد محترم محبوب عالم صاحب نے -/۵۰۰ روپے بطور عنایت مشکوٰۃ ارسال فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی عزیز کو مبارک فرمائے اور مستقبل میں بھی اعلیٰ دینی و دنیوی ترقیات عطا فرمائے۔ (ادارہ)

## لباس التقوٰی

# تکبر

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور بخل کی عادت کو چھوڑ دو

تکبر اللہ جلشانہٗ کو سخت ناپسند ہے۔ اس لیے ہر بنی نوع انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے عاجزانہ راہوں کو اختیار کرے اور خدا تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کی سعی کرتا رہے۔ مخلوق خدا کی خدمت اس رنگ میں کرے کہ اس کی رضا حاصل ہو جائے کیونکہ خدائے واحد لاشریک نے انسان کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت کو قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

یعنی

الغرض انسان کو خدا تعالیٰ کی رضا صرف عاجزی و انکساری سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ متکبر خدا کی نظروں میں سے گر جاتا ہے۔ اور عذاب الٰہی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں انسان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۞ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۞
يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ ۞

(الطارق:۸-۶)

پس انسان غور کرے کہ اسے کس چیز سے پیدا کیا گیا۔ اُچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا۔ جو پیٹھ اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر انسان کو آگاہ کر دیا ہے کہ وہ کس بات پر تکبر کر رہا ہے؟ تکبر کرنے سے پہلے اس کو اپنی پیدائش کی حالت پر غور کرنا چاہیے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ذلیل اور ادنیٰ حالت سے ترقی دے کر مضبوط قویٰ دیئے۔

تکبر ایک لعنت جو انسان کی روحانی زندگی کو ختم کر دیتی ہے۔ جس طرح دیمک لکڑی کو کھا جاتا ہے اسی طرح تکبر انسان کی روحانیت کو کھا جاتا ہے۔ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متکبر شخص کے متعلق فرمایا ہے:

"وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ بھر تکبر ہو۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے لیکن اُس کی طرف آنے کیلئے عجز ضروری ہے جس قدر رانانیت اور بڑائی کا خیال اُس کے اندر ہوگا خواہ وہ علم کے لحاظ سے ہو، خواہ ریاست کے لحاظ سے ہو، خواہ مال کے لحاظ سے ہو، خواہ خاندان اور حسب ونسب کے لحاظ سے تو اسی قدر پیچھے رہ جائے گا۔"

(بحوالہ ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۸۸)

الغرض تکبر سے انسان خدا تعالیٰ سے دور اور شیطان کے قریب ہو جاتا ہے۔ تکبر کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض اوقات تکبر علم سے پیدا ہوتا ہے اور بعض اوقات دولت سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ دولت مند غرباء اور مساکین کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے اوپر عائد ہونے والے ان کے جائز حقوق کو تکبر کے ساتھ غصب کر لیتا ہے۔ حالانکہ حقوق العباد عبادت الٰہی کا اہم حصہ ہے۔ اس طرح دولت کے نشہ میں وہ اپنی اُخروی زندگی کو پوری طرح فراموش کر دیتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

دُنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
طے کر رہا جو تُو دو دِن کا یہ سفر ہے
مخمل پہ سونے والے مٹی پہ سو رہے ہیں
دو گز زمین کا ٹکڑا چھوٹا سا تیرا گھر ہے
دو گز کفن کا ٹکڑا تیرا لباس ہوگا

تکبر انسان کے لیے باعث رسوائی و ذلت ہے جبکہ عاجزی اور انکساری

راحت کا موجب ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

"خادم کی حیثیت کو بھولنا مت کیونکہ اس میں تمہارے لیے ساری کامیابیاں ہیں۔" (خطاب ۷رتمبر ۱۹۶۷ء)

"پھر تمہیں سبق دیا گیا ہے کہ خادم نام میں کسی وقت تکبر اور غرور تم میں پیدا نہ ہو بلکہ خادمانہ ذہنیت اپنے اندر پیدا کرو"۔

(بحوالہ خالد جنوری ۱۹۶۸ء)

تکبر انسان کو سب نیکیوں سے محروم کر دیتا ہے اور انسان اس بے ثبات گھر کی محبت میں غرق ہو کر خدا تعالیٰ کے نور سے بے نصیب ہو جاتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں یوں بیان فرماتے ہیں کہ ؎

اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اس یار کے لیے رہِ عشرت کو چھوڑ دو

سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نونہالانِ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

سر میں نخوت نہ ہو آنکھوں میں نہ برق غضب
دل میں کینہ نہ ہو لب پہ کبھی دشنام نہ ہو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"انبیاء میں پیٹ سے ہنر ہوتے ہیں ان میں سے ایک ہنر سلب خودی کا ہوتا ہے ان میں خودی نہیں رہتی۔ وہ اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔ کبریائی خدا کے واسطے ہے جو لوگ تکبر نہیں کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے۔"

(ملفوظات صفحہ ۲۱۶)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو تکبر سے بچائے اور حقیقی رنگ میں عبادت الٰہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر پر حقیقی معنی میں کاربند ہونے والا بنا دے ؎

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

اپنی اِس عمر کو اِک نعمتِ عظمیٰ سمجھو
بعد میں تا کہ تمہیں شکوۂ ایام نہ ہو
(حضرت المصلح الموعودؓ)

Love For All Hatred For None

M C Mohammad
Prop. (Kadiyathoor)

Subaida Timber

Dealers in
Teak Timber, Timber Log, Teak Poles & Sizes Timber Merchants

Chandakkadave, P/O. Peroke
Kerala-673631
Phone: 0495- 2403119 (O)
2402770 (R)

Syed Zishan
Prop.

Adnan
Electronic Amroha
Manufacturer & Suppliers
D.C. Fan & D.C. Light Parts

Phone.
05922-260826 (Off.) 260055 (Res.)

Uroosa Trading Co.
Chaman Bidi Street, Amroha
J.P. Nagar-244221

# نوبل پرائز جیتنے والی پہلی مسلمان عورت

﴿......محترم رشید احمد صاحب چودھری لندن......﴾

ایران کی ایک وکیل عورت شیریں عبادی نے امسال انسانی حقوق کی جدو جہد میں عمدہ کام کرنے پر نوبل پرائز جیت لیا ہے۔نوبل پرائز جیتنے والوں کی 102 سالہ تاریخ میں شیریں پہلی مسلمان عورت ہے جو اس انعام کی حقدار ٹھہری ہے۔اس سے پہلے پاکستان کے ڈاکٹر عبد السلام پہلے مسلمان تھے جن کو 1979ء میں Physics کے شعبہ میں حیرت انگیز کام کرنے پر نوبل انعام ملا تھا۔شیریں ایران کی پہلی خاتون جج ہے جس نے انتہائی مشکل حالات میں عورتوں اور بچوں کے حقوق پر جدو جہد جاری رکھی اور ایسے مقدمات بھی لیئے جو دوسرے وکیل لینے سے گھبراتے تھے۔اس کو کئی دفعہ جان سے مار دینے کی دھمکیاں بھی ملیں۔مگر اس کے عزم میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔امسال اس انعام کے لئے 165 امیدوار تھے۔جن میں عیسائیوں کے پوپ جان پال بھی تھے۔

شیریں عبادی کو جب اس انعام کی اطلاع ملی وہ بہت حیران ہوئی اور اس نے بے اختیار کہا کہ یہ میرے لئے اور ایران میں انسانی حقوق پر کام کرنے والوں کے لئے نیز جمہوریت کے لئے بہت عمدہ خبر ہے۔اس سے یقیناً انسانی حقوق کے کاموں میں مدد ملے گی۔

نوبل کمیٹی جس نے انعام کا فیصلہ کیا ہے پانچ افراد پر مشتمل ہے جن میں سے تین عورتیں ہیں۔اس کے ایک ممبر Ole Dalbold Mjoes نے کہا کہ شیریں عبادی کے چناؤ سے خاص طور پر مسلمان ممالک پر جن کا انسانی حقوق کے معاملہ میں ریکارڈ اتنا اچھا نہیں بہت عمدہ اثر پڑے گا۔شیریں کو یہ انعام جس کی مالیت 8 لاکھ پاؤنڈ ہے (6 کروڑ 24 لاکھ تقریباً) 10 دسمبر 2003 کو ناروے کے شہر Oslo میں دیا گیا۔

نوبل پرائز 1901ء میں شروع کیا گیا تھا۔اب تک 113 لوگوں کو یہ انعام مل چکا ہے اور شیریں وہ 11 ویں عورت ہے جس نے یہ انعام جیتا ہے۔عورتوں میں سب سے پہلا انعام پراگ (آسٹریا) کی ایک عورت Suttner Baroness Bertha von نے 1905ء میں جیتا تھا۔اس نے اپنی زندگی کی آسائشوں کو خیر باد کہکر امن کے حصول کے ذرائع پر لکھنا شروع کیا اور آسٹرین امن سوسائٹی کی بنیاد ڈالی اور جلد ہی دنیا بھر میں امن تحریک کے کام کے سلسلہ میں مشہور ہوگئیں۔اس کے بعد 1931ء میں Jane Addoms اور 1946ء میں Balch Emily Agareene نوبل انعام کی حقدار ٹھہریں۔یہ دونوں Women International League for Peace and Freedom کی صدر تھیں۔1976ء میں Betty Williams اور Corrigan Mairead کو مشترکہ طور پر نوبل انعام کا حقدار ٹھہرایا گیا۔انہوں نے ناردن آئیلینڈ میں پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک فرقوں کے درمیان اختلافات کی خلیج کو کم کرنے اور امن کمیٹی کے قیام کے سلسلہ میں بہت محنت کی تھی۔1997ء میں انڈیا کی Mother Teresa کو انسانیت کی خدمت کے سلسلہ میں انعام کا حقدار ٹھہرایا گیا۔1982ء میں سویڈن کی ایک سیاستدان عورت Myrdal Alva کو انعام اس لئے دیا گیا کیوں کہ اس نے دنیا میں نیوکلیر اسلحہ کے خلاف تحریک چلائی تھی۔1991ء میں Aumg San Sun کو کوریا میں جمہوریت کے قیام کی خاطر کوششوں کی وجہ سے انعام کا حقدار ٹھہرایا گیا۔گو چونکہ حکومت نے اسے House Arrest کیا ہوا تھا اس لئے وہ خود انعام لینے نہ آسکی تھی۔1992ء میں Tum Rigoberta Mench کو نوبل انعام سے نوازا گیا۔جس نے گوائے مالا میں قدیم باشندوں کو جو انڈین کہلاتے ہیں کے حقوق پر بے پناہ کام کیا تھا۔1997ء میں Jody Williams جو Land mines پر پابندی لگانے کی انٹرنیشنل تحریک کی بانی تھیں نوبل انعام کی حقدار قرار پائیں۔اور اب 2003ء میں شیریں عبادی کو انسانی حقوق کے سلسلہ میں کام کرنے پر انعام دیا گیا۔شیریں کے والد شہنشاہ ایران کے دور میں جج تھے۔شیریں کے خاوند کا نام ڈاکٹر رحیم عبادی ہے۔وہ پیشہ کے لحاظ سے انجینئر ہیں اور انہیں سیاست سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ان کی ایک لڑکی اس وقت کینیڈا میں Electrical Engineering میں پوسٹ گراجویٹ ڈگری کر رہی ہے۔شیریں نے 1975ء سے 1979ء تہران میں سٹی کورٹ کے صدر کے طور پر کام کیا ہے۔مگر جون 2000ء اس سے ایک ویڈیو دکھانے پر جو رائے عامہ کے خلاف قرار پائی گئی تین ہفتہ کے لئے جیل جانا پڑا اور پانچ سال تک وکالت کرنے سے محروم کر دیا گیا تھا۔وہ پہلی خاتون جج تھی مگر 1979ء میں عدلیہ نے اس سے اپنے عہدہ سے برطرف کر دیا تھا اور دلیل یہ دی تھی کہ مستورات بہت جذباتی ہوتی ہیں اسی لئے ایسے عہدے ان کو نہیں دئے جا سکتے۔مگر آج کل ایران میں عورتوں کے حقوق کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔اور اس وقت ایران کی نیشنل اسمبلی کی 270 سیٹوں میں 14 سیٹیں مستورات کے پاس ہیں۔

شیریں عبادی کو انعام ملنے پر ملک کے اندر اور باہر کئی قسم کا ردعمل دیکھنے میں آیا ہے۔ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ

شیریں عبادی کا نوبل انعام حاصل کرنا ان تمام لوگوں کے لئے جو ناانصافیوں کے خلاف سرگرم عمل ہیں ایک خوش آئند خبر ہے مگر ایران کے بعض مذہبی رہنما شیریں کے اس اعزاز سے خوش نہیں۔ وہ اسے ایران کی گھریلو سیاست میں مداخلت کا شاخسانہ سمجھتے ہیں۔ روزنامہ Times London اپنی 11 اکتوبر کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ نوبل کمیٹی کے شیریں عبادی کو انعام دینے سے رومن کیتھولک کیمپ میں مایوسی پھیل گئی ہے کیونکہ پوپ جان پال بھی نوبل پرائز کے امیدوار تھے۔ چرچ کے ایک لیڈر Walesa Lech نے کہا کہ "پوپ اپنی عمر کے آخری حصہ میں ہیں۔ یہ ان کی زندگی کا آخری موقع معلوم ہوتا تھا۔ مجھے اس ایرانی عورت سے کوئی دشمنی نہیں مگر میرے خیال میں اس انعام کے سب سے زیادہ حقدار پوپ جان پال ہی تھے۔"

(الفضل انٹرنیشنل (۱۳) ۲۱ر نومبر ۲۰۰۳ء)

## اپنی مجلس کا نام تلاش کریجئے

جن خوش نصیب مجالس نے ابھی تک تجنید فارم مکمل کر کے دفتر اطفال الاحمدیہ بھارت کو ارسال کئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:
اندورہ، Airapuram، قادیان، یاری پورہ، Mannarkad، Muriyakanni، Kozhikode، Karulai، Mandojan، شورت، سورو، چارکوٹ، بھدرواہ، عثمان آباد Kozhikode Town، دہری ریلوٹ، Kalkulam۔
جن مجالس نے ابھی تک تجنید مکمل کر کے نہیں بھجوائی ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اولین فرصت میں تجنید بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(عاشق حسین گنائی)
سیکریٹری تجنید مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

## ضروری موبائل ٹیلی فون نمبرز

☆ محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
9815125032
☆ محترم شعیب احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
9815711589
☆ محترم طاہر احمد صاحب چیمہ مہتمم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
9815280368

## حیدرآباد کی سرگرمیاں

**خدمت خلق:** اس سال عیدالفطر کے موقعہ پر مجلس کی طرف سے ۲۸۴ ضرورتمند افراد کے گھروں میں جا کر کپڑے تقسیم کیے گئے جن میں بچے، خواتین اور مفلوک الحال مرد بھی شامل تھے۔ نیز ۳ خدام نے خون کا عطیہ دیا۔

**وقار عمل:** عید کی تیاری کے سلسلہ میں مسجد احمدیہ مومن منزل کے گردونواح میں کئی وقار عمل کیے گئے۔ نیز رمضان کے ایام میں تین دن تک قبرستان میں وقار عمل کے ذریعہ صفائی کا انتظام کیا گیا۔ اسی طرح ہر سہ مساجد کی صفائی و مسجد احمدیہ مومن منزل کے رنگ و روغن کرنے میں خدام نے بھرپور حصہ لیا۔

**تبلیغ:** رمضان المبارک اور عیدالفطر کے معاً بعد بک فیئر کا اہتمام ہوا جس میں خدام نے بڑی مستعدی سے خدمت کا نمونہ پیش کیا۔

(تنویر احمد۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد)

## مشکوٰۃ کا نیا سال

بفضلہ تعالیٰ رسالہ مشکوٰۃ اپنی اشاعت کے ۲۳ ویں سال میں داخل ہو چکا ہے۔ رسالہ کی غیر معمولی ترقی اور نافع الناس بننے، جماعتی تعلیم و تربیت میں مؤثر کردار ادا کرنے کی توفیق ملنے کے لئے جملہ قارئین سے درخواست دعا ہے۔ ساتھ ہی تمام بقایا داران کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ اپنے بقایا جات کی فوری ادائیگی کر دیں تا کہ مشکوٰۃ کی اشاعت میں ہونے والے اخراجات کی فراہمی میں کوئی دشواری نہ ہو۔

(مینجر مشکوٰۃ)

## احباب جماعت متوجہ ہوں

سیدنا حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ:-
جو بچے مڈل اور میٹرک کے امتحان میں 80% نمبر حاصل کر کے کامیاب ہونگے انکو بالترتیب -/200 روپے اور -/300 روپے ماہوار وظیفہ ملے گا۔ اس سے بچوں کو پڑھائی میں محنت کرنے کی ترغیب ملے گی۔
جو طلباء/طالبات تعلیمی سال 2003-2004ء میں بورڈ کے سالانہ امتحان میں 80% نمبر حاصل کریں وہ نمبروں کا کارڈ مکرم امیر صاحب صوبائی کے توسط سے نظارت تعلیم میں بھجوائیں تا کہ وظیفہ بھجوانے کا انتظام کیا جا سکے۔

ناظر تعلیم
صدر انجمن احمدیہ قادیان

# اخبار قادیان

M.T.A. کی نشریات کے مطابق سیدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔امور خلافت کی بجا آوری میں ہمہ تن مصروف ہیں۔محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع بیگم صاحبہ جنوبی ہند کے دورہ پر ہیں۔

اطلاعات کے مطابق ۳۰ر جنوری کو پینگاڈی میں تعمیر شدہ طاہر مسجد کے افتتاح کی تقریب میں اور بعد میں منعقدہ جلسہ پیشوایان مذاہب میں بھی شرکت فرمائی۔علاوہ ازیں کاکناڈو مسجد کا افتتاح بھی آپ ہی کے ذریعہ عمل آیا۔ ۷ اور ۸ فروری کو Perinthal Manna میں منعقدہ جماعت احمدیہ کیرالہ کی صوبائی کانفرنس میں آپ شریک ہوئے۔اس موقعہ پر مرکزی نمائندگان میں محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح و ارشاد بھی شامل ہوئے۔محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و ایڈیشنل ناظر امور عامہ یو.پی. کے مختصر دورہ کے بعد قادیان واپس تشریف لے آئے ہیں۔۱۳ اور ۱۴ فروری میں Kotpalla اڑیسہ میں منعقد ہونے والے صوبائی اجتماع اڑیسہ میں شرکت کے لئے محترم مولوی مبشر احمد صاحب عامل مہتمم تربیت نومبائعین بطور نمائندہ روانہ ہو گئے ہیں۔ عرصہ زیر اشاعت میں درویشان قادیان میں سے مکرم صوفی غلام احمد صاحب درویش مکرم بشیر احمد صاحب حافظ آبادی درویش، مکرم نذیر احمد صاحب ننگلی درویش کی وفات ہوئی ہے۔ اسکے علاوہ ڈاکٹر رافعہ خاتون اہلیہ مکرم ڈاکٹر عبد الحفیظ اور اہلیہ محترم ڈاکٹر منور علی صاحب مرحوم کی وفات ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے۔

قادیان میں محترم چودھری محمد اکبر صاحب ایم.اے. قائم مقام ناظر اعلیٰ و جملہ ناظر صاحبان و افسران جماعت درویشان کرام و احباب جماعت بخیریت ہیں۔

قادیان میں ۲ر فروری کو عید الاضحیہ کی تقریب عمل میں آئی۔ مسجد اقصیٰ میں محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے نماز عید کے بعد خطبہ عید ارشاد فرمایا۔قادیان و مضافات کے ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔

(ادارہ)

## محترم مبارک احمد صاحب ظفر ایڈیشنل وکیل المال لندن کی ایوان خدمت میں تشریف آوری

مورخہ ۷ر جنوری ۲۰۰۴ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خصوصی نمائندہ محترم مبارک احمد صاحب ظفر ایڈیشنل وکیل المال لندن کی ایوان خدمت میں تشریف آوری پر خصوصی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔اس موقعہ پر محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مجلس عاملہ کے دیگر اراکین کے ساتھ محترم موصوف کا استقبال کیا۔موصوف نے تمام اراکین مجلس عاملہ سے انکے شعبہ جات کی کارگزاری کا تعارف حاصل کیا اور اپنے زرّیں اور قیمتی مشورہ جات سے راہ نمائی فرمائی۔ محترم موصوف نے آخر میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور مستقبل کی عظیم ذمہ داریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ملکی سطح پر اسکیم تیار کر کے اس پر عمل درآمد کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ بعد ازاں محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے معزز مہمان کی تشریف آوری پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں مختصر سی تواضع کے بعد محترم صدر صاحب کے ساتھ آپ نے ایوان خدمت میں قائم دفاتر؛ دفتر خدام الاحمدیہ، دفتر اطفال الاحمدیہ، کمپیوٹر سیکشن، دفتر مشکوۃ، دفتر راہ ایمان، دفتر نومبائعین، مخزن علم لائبریری اور کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کا بھی معائنہ فرمایا۔ ازاں بعد تمام اراکین مجلس کے ساتھ ایک Group تصویر لی گئی اور معزز مہمان کو رخصت کیا گیا۔

بفضلہٖ تعالیٰ یہ میٹنگ بہت ہی مفید اور کارآمد رہی۔بعد ازاں مکرم مبارک احمد صاحب ظفر جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین بھی تشریف لے گئے جہاں انہوں نے اپنے خطاب میں طلباء کو نماز تہجد، قناعت اور سلف صالحین کے نمونہ پر چلنے کی طرف توجہ دلائی۔

(ادارہ)

# اخبار مجالس

## قادیان میں تربیتی اجلاس

الحمد للہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ قادیان (حلقہ مبارک) کی طرف سے مورخہ ۱۵رجنوری ۲۰۰۴ء کو بعد نماز مغرب وعشاء مسجد اقصیٰ میں ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت محترم محمود احمد صاحب مبشر درویش قادیان منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد محترم مولانا محمد حمید صاحب کوثر ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی نے بعنوان ''خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں'' تقریر فرمائی۔ جس میں انہوں نے خدام کو وقت کی پابندی، روزانہ تلاوت اوراس کے ترجمہ پر غور کرنے، دعا پر زور دینے جیسے اہم موضوعات پر روشنی ڈالی۔ آخر میں صدر جلسہ نے صدارتی خطاب میں خدام الاحمدیہ کو زریں نصائح سے نوازتے ہوئے اپنی ایک نظم جوانہوں نے m.t.a. کے دس سالہ مبارک مبارک دور پر لکھی تھی ہدیۂ حاضرین کی۔ دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (عاشق حسین گنائی سیکریٹری تربیت حلقہ مبارک)

## جماعت احمدیہ ماندوجن میں وقار عمل

جماعت احمدیہ ماندوجن کے انصار وخدام نے ایک ہنگامی وقار عمل کیا جس میں دارالتبلیغ کی دوسری منزل پر مٹی ڈال کر مرمت کرکے تقریباً تین ہزار روپے کی بچت کی۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ ماندوجن کے جملہ افراد کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین (بشارت احمد شاہ قائد مجلس)

## لجنہ اماء اللہ یادگیر کی مساعی

مورخہ ۱۹ردسمبر ۲۰۰۳ء کو لجنہ اماء اللہ یادگیر کے زیر اہتمام محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ کی صدارت میں جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرمہ صبیحہ افسر صاحبہ نے آنحضرت ﷺ کے اوصاف حمیدہ کے عنوان پر تقریر کی۔ پھر ایک نعت کے بعد مکرمہ سعادت فرمان صاحبہ نے آنحضور ﷺ کا دشمنوں سے حسن سلوک کے عنوان پر تقریر کی۔ تیسری تقریر ایک نعت کے بعد مکرمہ صبیحہ صاحبہ نے زیر عنوان آنحضرت ﷺ کا عورتوں سے حسن سلوک کی۔ ایک نعت کے بعد زیر عنوان آنحضرت ﷺ کے فضائل وکمالات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے آئینہ میں خاکسار فہیم النساء نے تقریر کی۔ آخر پر ایک نظم کے بعد صدر جلسہ نے آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کے چند پہلو بیان کئے۔ اس جلسہ میں ۶۸ لجنہ اور ۲۴ ناصرات شامل ہوئیں۔ دوران جلسہ سب کی تواضع کی گئی۔ اختتامی دعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ (فہیم النساء صوبائی جنرل سیکریٹری لجنہ اماء اللہ کرناٹک)

## چندہ پور، کاماریڈی میں تربیتی اجلاس

مورخہ ۹رنومبر ۲۰۰۳ء بروز اتوار بوقت دوپہر مکرم ماسٹر بشارت اللہ صاحب کے گھر جماعت احمدیہ چندہ پور کا ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم محمد معین الدین صاحب سیکریٹری مال منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد پہلی تقریر خاکسار محمد حبیب اللہ شریف سرکل انچارج نے ماہ رمضان المبارک کی اہمیت وبرکات پر کی۔ آخر میں نظم اور صدارتی خطاب ودعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ (حبیب اللہ شریف سرکل انچارج نظام آباد۔ آندھراپردیش)

## تقریب شادی خانہ آبادی

مکرم عبدالعزیز انعام احمد صاحب انسٹرکٹر احمدیہ سنٹر فار کمپیوٹر ایجوکیشن (A.C.C.Ed.) قادیان کی شادی کی تقریب مورخہ ۳۰رنومبر ۲۰۰۳ء کو مسجد بیت الہادی دہلی میں عمل میں آئی۔

قبل ازیں موصوف کے نکاح کا اعلان جلسہ سالانہ ۲۰۰۲ء کے موقعہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیزہ فرزانہ کوثر صاحبہ کے ساتھ فرمایا تھا۔ عزیزہ فرزانہ صاحبہ محترم عبد الغفار خان صاحب ساکن عثمان پور (دہلی) کی بیٹی اور محترم منشی خلیل الرحمن صاحب فانی درویش مرحوم کی نواسی ہے۔

مورخہ ۳ردسمبر کو مکرم انعام صاحب موصوف کی طرف سے اپنے آبائی وطن منگھیر میں مسنون دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ومثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

## وفات

مکرم سید لیاقت علی خان صاحب کارکن A.C.C.Ed. قادیان کی والدہ محترمہ اہلیہ محترم ڈاکٹر منور علی خان صاحب مرحوم مورخہ ۱۰اور ۱۱رفروری کی درمیانی شب تقریباً ۲ بجے بعارضہ قلب وفات پا گئی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ موصوفہ کی تدفین بعد نماز عصر بہشتی مقبرہ میں عمل آئی۔ دفتر خدام الاحمدیہ بھارت وادارہ مشکوٰۃ مکرم لیاقت علی خان صاحب اور جملہ لواحقین سے تعزیت وہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اور دعا گو ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے (ادارہ)

### اطلاع

بعض وجوہات کی بناء پر مشکوٰۃ کے جنوری وفروری کے شماروں کو ۱۶ صفحات کے اضافہ کے ساتھ یکجائی صورت میں شائع کردیا گیا ہے۔ قارئین مطلع رہیں۔ ادارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# سالانہ مقابلہ مقالہ نویسی مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 04-2003ء

جملہ قائدین کی آگاہی کے لئے اعلان ہے کہ خدام میں مضمون نویسی کا ملکہ پیدا کرنے کے لئے شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے ہر سال ایک انعامی مقالہ لکھا جاتا ہے۔امسال (04-2003ء) اس مقابلہ مقالہ نویسی کے لئے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مندرجہ ذیل عناوین کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ اپنی مجلس کے زیادہ سے زیادہ خدام کو اس مقابلہ میں حصہ لے نے کی تحریک کریں۔جزاکم اللہ احسن الجزاء

- ختم نبوت پر عائد اعتراضات اور ان کے جوابات
- اسلام اور رواداری
- صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از روئے سابقہ مذہبی کُتب
- مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کا مقصد

**شرائط مقالہ درج ذیل ہیں:**

☆ مقالہ دفتر میں پہنچنے کی آخری تاریخ 25 اگست 2004ء مقرر ہے۔
☆ مقالہ کم از کم آٹھ ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہئے۔
☆ حوالہ دیتے وقت کتاب کا نام اور مصنف کا نام ضرور تحریر کریں۔
☆ کاغذ کے دونوں اطراف حاشیہ چھوڑ کر لکھیں اور کاغذ کی پشت پر کچھ نہ لکھیں۔
☆ مقالہ معیاری ہو اور ٹھوس بنیادوں اور دلائل پر مبنی ہو،لکھائی صاف اور خوش خط ہونی چاہئے۔
☆ مقالہ درج ذیل زبانوں میں لکھا جا سکتا ہے:اردو،ہندی،انگریزی،پنجابی،ملیالم،بنگلہ،اڑیہ،تامل،تیلگو اور کنڑا۔
☆ انعامی مقالہ کے تعلق سے آخری فیصلہ مجلس کا ہوگا۔
☆ مقالہ میں اول،دوئم اور سوئم آنے والے امیدواروں کو نقدی انعامات دئے جائیں گے۔
☆ مقالہ واپس نہ ہوگا لہٰذا مقالہ بھجوانے سے پہلے مقالہ نگار حضرات اپنے پاس اس کی نقل محفوظ کر لیں۔
☆ مقالہ کی اشاعت کے جملہ حقوق دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے پاس محفوظ رہیں گے۔

والسلام خاکسار

(ایم ابوبکر)

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

## انتخاب قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت ﴿نومبر 2003 تا اکتوبر 2005ء﴾

| نام مجلس | قائد | نام مجلس | قائد | نام مجلس | قائد |
|---|---|---|---|---|---|
| الپی (**کیرلہ**) | مکرم کے۔اے بابو | ریشی نگر (**کشمیر**) | مکرم محمد اسحاق گنائی | سرلونیا گاؤں | مکرم سید بشارت احمد |
| مریاکنی | مکرم کے۔اٹھین | نوناٹی | مکرم سلیم احمد | چودوار | مکرم سید محمود احمد طاہر |
| وانی ایمبلم | مکرم M.K نصیر بابو | ناصر آباد | مکرم ڈاکٹر جاوید احمد لون | سورو | مکرم عبدالودود خان |
| پینگاڑی | مکرم P.P طیب احمد | مانلو | مکرم بشیر احمد خان | کیندراپاڑا | مکرم شیخ مرشد احمد |
| کینانور City | مکرم شفیع احمد | بھدرواہ | مکرم عبدالرشید میر | میلاپالم (**تاملناڈو**) | مکرم A.P.A محمود احمد |
| پالکھاٹ | مکرم V.M. ناصر احمد | برازلو جاگیر | مکرم اشتیاق احمد خان | اوڈن گوڈی | مکرم A.۔ محمد یوسف |
| کوچین فورٹ | مکرم J.H. نواز | شورت | مکرم ظہور احمد ناصر | چینئی | مکرم شرف الدین |
| منارگھاٹ | مکرم باسط مسلم | گورسائی | مکرم عبدالقیوم | کوئمبتور | مکرم محمد رفیق |
| کوڈالی | مکرم P.V. بشیر الدین | بوڑھانوں | مکرم عبدالقیوم | شنکرن کوئل | مکرم S۔ محی الدین |
| کاسبلاکاڈ | مکرم K. عابد | شیندرا | مکرم محمد افضل | کانپور (**یو۔پی**) | مکرم اطہر منور صدیقی |
| موگرال | مکرم ستار احمد | آسنور | مکرم عطاء الوحید لون | علی گڑھ | مکرم ضیاء احمد خان |
| النلور | مکرم C. سراج المعیر | درہ ڈلیاں | مکرم معروف حسین | حیدرآباد (**آندھرا**) | مکرم تنویر احمد |
| کالکولم | مکرم P.K. شریف | کوریل | مکرم بلال احمد | سکندرآباد | مکرم طاہر احمد |
| پتھہ پیریم | مکرم C.K انور سعادت | بالسو | مکرم منصور احمد راتھر | چنتہ کنتہ | مکرم بشارت احمد |
| مواٹو پوزا | مکرم مجیب الرحمٰن | چارکوٹ | مکرم مبارک احمد تسنیم | مرکرہ (**کرناٹک**) | مکرم J.M۔ شریف |
| منجیشورم | مکرم M.P موسیٰ | گاگرن | مکرم محمد لقمان | ساگر | مکرم امتیاز احمد |
| ایرناکلم | مکرم B.A نجیب | اندورہ | مکرم سجاد احمد خان | یادگیر | مکرم رفعت اللہ جینا |
| کینانور ٹاؤن | مکرم P. عمر | پنکال (**اڑیسہ**) | مکرم ظافر خان | شموگہ | مکرم S.K۔ جاوید احمد |
| متھوٹم (کاکناڈ) | مکرم K. ابراہیم | گوداپاڑا | مکرم نصیر الدین | سورب | مکرم M۔ ناصر احمد |
| کالیکٹ ٹاؤن | مکرم V.P۔ ناصر احمد | دھواں ساہی | مکرم فضل کریم خان | مینگلور | مکرم رشید احمد صدیق |
| کرولائی | مکرم T.K سلطان احمد | نرگاؤں | مکرم سلابت خان | خانپور ملکی (**بہار**) | مکرم وحید احمد |
| کوڈنگلور | مکرم شمیر | مکتہ دئی پور | مکرم ظفر الخان | موسیٰ بنی مائنز (جھارکھنڈ) | مکرم فاروق احمد ابن شیخ آدم |
| کاکناڈ | مکرم E.H.۔ نجیب | کرڈاپلی | مکرم شوکت خان | جمشید پور | مکرم فرید احمد |
| Koduvayur | مکرم جعفر علی | غنچہ پاڑہ | مکرم ادریس خان | **دھلی** | مکرم فیض احمد |
| Adimaly | مکرم K.D۔ شمیر | کیرنگ | مکرم شیخ کرشن احمد | کلکتہ (W.Bengal) | مکرم ابرار احمد ظفر |
| اٹراپورم | مکرم M.K اشرف | سونگڑہ | مکرم سید فضل مومن | کبیرہ | مکرم امداد الحق |
| عثمان آباد (مہاراشٹرا) | مکرم وسیم احمد عظیم | خوردہ | مکرم طاہر احمد | بانسرہ | مکرم شوکت علی |
| کشن گڑھ (راجستھان) | مکرم لقمان احمد | بھدرک | مکرم ظہور احمد | | |

﴿طاہر احمد چیمہ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت﴾

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت 2003ء کے موقعہ پر ہوئے علمی و ورزشی مقابلہ جات میں ملکی سطح نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے

# خوش نصیب خدام و اطفال کی فہرست

مکرم ایس ایم بشیر الدین صاحب ایڈیشنل منتظم تقسیم انعامات بر موقعہ سالانہ اجتماع ۲۰۰۳ء

## ...... خدام ......

**مقالہ نویسی خدام**

اوّل: مکرم شیخ فرید احمد صاحب — قادیان
دوئم: // طارق ظہیر صاحب — //
سوئم: // محمد شہاب الدین — //

**امتحان دینی نصاب معیار اوّل**

اوّل: مکرم طاہر احمد صاحب — عثمان آباد
دوئم: // بشیر محمد صاحب — قادیان
سوئم: // بشیر الدین صاحب کے پی — پلی پورم

**امتحان دینی نصاب معیار دوئم**

اوّل: مکرم وسیم احمد صاحب عظیم — عثمان آباد
دوئم: // شیاق احمد صاحب — کرولائی
سوئم: // نور الدین صاحب منگلا شیری — کوڈیاتھور

**امتحان دینی نصاب معیار سوئم**

اوّل: مکرم ایم شفیق احمد صاحب — کوڈیاتھور
دوئم: // ٹی شمس الدین صاحب — کتورٹی
سوئم: // شفیع احمد صاحب — //

**مقابلہ حسن قراءت الف ب**

اوّل: مکرم احمد خیر صاحب — قادیان
دوئم: // تاجر الاسلام صاحب — //
سوئم: // میر عبد الحکیم صاحب — //
خصوصی: // شفیق الاسلام صاحب — //
// // نجم عالم صاحب — کھن ڈنگر
// // موفیق الرحمٰن صاحب — آسام

**مقابلہ حسن قراءت ج**

اوّل: مکرم مقصود عالم صاحب
دوئم: // شوکت علی صاحب/شریف الدین صاحب
سوئم: // محمد داؤد علی صاحب/ جابر حسین صاحب

**مقابلہ تقاریر حزب الف**

اوّل: مکرم لقمان قادر صاحب بھٹی — قادیان
دوئم: // حافظ اسلم احمد صاحب — قادیان
سوئم: // عاشق حسین گینائی صاحب — //
خصوصی: // معین الحق صاحب پنکال

**مقابلہ تقاریر حزب ب**

اوّل: مکرم مبشر احمد صاحب خادم قادیان
دوئم: // محمد نصیر الحق صاحب — //
سوئم: مکرم مقبول احمد/مکرم نوید احمد فضل/مکرم منیر احمد

**مقابلہ اذان نومبائعین**

اوّل: مکرم شرف الدین صاحب
دوئم: // وزیر احمد صاحب
سوئم: // مقصود عالم صاحب

**مقابلہ نظم خوانی الف ب (مشترکہ)**

اوّل: مکرم نصر من اللہ صاحب — قادیان
دوئم: // کے راشد احمد صاحب — //
سوئم: // عثمان خان صاحب — //
خصوصی: // طاہر احمد گنائی صاحب — //

**مقابلہ نظم خوانی ج**

اوّل: مکرم جابر حسین صاحب
دوئم: // روشن علی صاحب
سوئم: // شرف الدین صاحب
خصوصی: // نجو خان صاحب، محمد شوکت علی صاحب

**مقابلہ مشاہدہ و معائنہ**

اوّل: مکرم نصر من اللہ صاحب — قادیان
دوئم: // شاہد احمد صاحب بٹ — //
سوئم: // محمد نور الدین صاحب — //

**مقابلہ پرچہ ذہانت**

اوّل: مکرم شاہد احمد صاحب بٹ — قادیان
دوئم: // نصر من اللہ صاحب — //
سوئم: // فیروز احمد صاحب ندیم — //

**مقابلہ قصیدہ خوانی**

اوّل: مکرم ٹی پی رحمت اللہ صاحب — چینئی
دوئم: // حافظ عبد الشکور صاحب — قادیان
سوئم: // ایم مقبول صاحب — //
// محمد طاہر صاحب

**مقابلہ پیغام رسانی**

اوّل: قادیان
مکرم نور الدین، مکرم محمد اسد اللہ، مکرم مصباح الدین مکرم عبد الرحمٰن خالد، مکرم رضوان احمد ملکانہ، مکرم رفیع احمد گجراتی، مکرم حافظ مظہر احمد طاہر۔

دوئم: قادیان
مکرم شاہد احمد بٹ، مکرم صمد احمد غوری، مکرم سیّد کلیم احمد، مکرم مامون رشید تبریز، مکرم نصر من اللہ، مکرم حافظ اسلم احمد، مکرم طیّب خان

## ﴿......ورزشی مقابلہ جات......﴾

**دوڑ ۱۰۰ میٹر**

| | | |
|---|---|---|
| اوّل: | مکرم بادشاہ صاحب | قادیان |
| دوئم: | // سعید خان صاحب | پنکال |
| سوئم: | // او کے ناصر احمد صاحب | قادیان |

**شاٹ پٹ**

| | | |
|---|---|---|
| اوّل: | مکرم خواجہ طاہر احمد صاحب | قادیان |
| دوئم: | // شکیل احمد صاحب طاہر | حیدرآباد |
| سوئم: | // محمد نور الدین صاحب | قادیان |

**لانگ جمپ**

| | | |
|---|---|---|
| اوّل: | مکرم او کے ناصر احمد صاحب | قادیان |
| دوئم: | // نور الدین صاحب | // |
| سوئم: | // نور عالم صاحب | // |
| // | // محمد نفاس الدین صاحب | // |

**بیڈمنٹن سنگل**

| | | |
|---|---|---|
| اوّل: | مکرم احیاء الدین صاحب | قادیان |
| دوئم: | // طارق احمد صاحب ظفر | // |
| سوئم: | // رئیس الدین خانصاحب | گوالیر |

**ریلے ۴۰۰ میٹر**

اوّل: مکرم بادشاہ صاحب، مکرم او کے ناصر احمد صاحب، مکرم آصف نعیم صاحب، مکرم خورشید احمد صاحب (قادیان)

دوئم: مکرم سعید احمد خان صاحب، مکرم محمد آدم رحمٰن صاحب، مکرم صلابت خان صاحب، مکرم ظہیر احمد صاحب (پنکال)

سوئم: مکرم ملک کریم الدین صاحب، مکرم عبدالسلام صاحب، مکرم محمد احسن صاحب، مکرم احمد الرحمٰن صاحب فانی (قادیان)

**والی بال**

اوّل: مجلس خدام الاحمدیہ قادیان ٹیم اے
مکرم عطاء الوحید، مکرم عبدالعزیز ملیشیا، مکرم محمد طاہر، مکرم عبدالستار، مکرم لطیف احمد خالد، مکرم وسیم احمد صابر، مکرم فرید الدین شمس، مکرم اکرام اللہ مسرور، مکرم شیخ ناصر وحید۔

دوئم: مجلس خدام الاحمدیہ قادیان ٹیم بی
مکرم شعیب احمد، مکرم خواجہ طاہر احمد، مکرم شبیر احمد، مکرم محمد موسیٰ گجراتی، مکرم سلطان احمد عادل، مکرم رضوان احمد ملکانہ، مکرم نصر من اللہ، مکرم حافظ مظہر احمد، مکرم سلطان احمد بورڈر۔

**کبڈی**

اوّل: مجلس خدام الاحمدیہ سونی پت (ہریانہ)
مکرم رفیق، مکرم نواب، مکرم دھرم ویر، مکرم لیش ویر، مکرم ساحل، مکرم ستویر صاحب، مکرم منیش، مکرم وحید، مکرم علی شاہ۔

دوئم: مجلس خدام الاحمدیہ دنود (ہریانہ)
مکرم بلوان، مکرم امت، مکرم سجاش، مکرم بجلو، مکرم رام ویر صاحب، مکرم راجندر، مکرم وکرم، مکرم سریش، مکرم نریش، مکرم پردیپ۔

**رسّہ کشی خدام**

اوّل: مجلس خدام الاحمدیہ قادیان ٹیم اے
مکرم سیّد عزیز احمد، مکرم عبدالرحمٰن خالد، مکرم محمد ابراہیم ناصر، مکرم مبارک احمد چیمہ، مکرم محمد موسیٰ گجراتی، مکرم زبیر احمد اسلم، مکرم بشارت احمد ندیم، مکرم محمد نور الدین، مکرم احمد خیر، مکرم عبدالہادی، مکرم نسیم احمد چوہدری، مکرم سیف الاسلام، مکرم محمد اسد اللہ، مکرم طارق احمد باجواہ۔

دوئم: مجلس خدام الاحمدیہ قادیان ٹیم بی
مکرم حفیظ احمد گجراتی، مکرم سیّد صلاح الدین، مکرم مصباح الدین نیر، مکرم خواجہ عزیز احمد، مکرم رضاء الکریم، مکرم مسعود احمد راشد، مکرم ابوالحسن، مکرم خواجہ زبیر احمد، مکرم داؤد احمد گجراتی، مکرم طارق احمد ظہیر، مکرم رضوان احمد ملکانہ، مکرم داؤد احمد ننگلی، مکرم منور احمد مبشر، مکرم افتخار الدین قمر۔

**فٹ بال**

اوّل: مجلس خدام الاحمدیہ کیرنگ (اڑیسہ)
مکرم انور خان، مکرم داؤد محمد، مکرم شیخ عبیدر، مکرم شیخ عمران، مکرم بشیر الدین خان، مکرم ناصر احمد، مکرم شیخ رفیق، مکرم ابوحمزہ، مکرم صغیر احمد، مکرم امام احمد۔

دوئم: مجلس خدام الاحمدیہ پنکال (اڑیسہ)
مکرم کرامت احمد، مکرم امجد خان، مکرم محمد فاروق، مکرم کرامت خان، مکرم شہیر خان، مکرم محمد آدم رحمن، مکرم محمد معین الحق، مکرم شمس علی خان، مکرم ضیافت خان، مکرم سلامت علی خان، مکرم رستم خان، مکرم عبدالعلیم خان، مکرم حسین خان، مکرم محمد رستم۔

**خصوصی انعام برائے مجلس خدام الاحمدیہ اونہ**

مکرم حسرت خان، مکرم لعل خان، مکرم جیون خان، مکرم کلدیپ محمد، مکرم ناظر حسین، مکرم سریندر خان، مکرم حسین محمد، مکرم نیٹو خان، مکرم محمد رفیع۔

## ﴿......اطفال......﴾

**مقابلہ مضمون نویسی**

| | | |
|---|---|---|
| اوّل: | عزیز شمیم احمد غوری | قادیان |
| دوئم: | // فرحان احمد ظفر | // |
| سوئم: | // سیّد کامران احمد | // |
| خصوصی: | // محمد نصر غوری، سفیر احمد بھٹی، محمد قاسم ابن حفیظ | |

احمد صاحب، وسیم اکبر ابن شیخ رحمٰن علی صاحب کولکتہ۔

**امتحان دینی نصاب بدر اطفال**

اوّل: عزیز شاکر انور ابن سراج الہدیٰ صاحب قادیان
دوئم: // ہاشم احمد ابن مقیم احمد صاحب //
سوئم: // سرفراز احمد بھٹی ابن محمد رفیق قمر چارکوٹ

**امتحان دینی نصاب قمر اطفال**

اوّل: عزیز منصور احمد پرویز ابن محمود احمد صاحب پرویز راجوری
دوئم: // عدیل احمد خادم ابن منیر احمد صاحب خادم قادیان
سوئم: // اطہر احمد ابن ماسٹر منور احمد صاحب راجوری

**امتحان دینی نصاب ہلال اطفال**

اوّل: عزیز سرفراز احمد ابن نثار احمد صاحب اختر دھیری ریلوٹ
دوئم: // شیخ عبدالعزیز ابن شیخ ہدایت اللہ صاحب سورو
سوئم: // دانیال احمد ابن محمود احمد صاحب پرویز راجوری

**امتحان دینی نصاب ستارہ اطفال**

اوّل: عزیز خورشید احمد ابن نعیم احمد صاحب قادیان
دوئم: // عدنان احمد ظفر ابن لقمان احمد صاحب ظفر //
سوئم: // طلحہ احمد چیمہ ابن طاہر احمد صاحب چیمہ //

**امتحان دینی نصاب از طرف مجلس انصار اللہ بھارت**

اوّل: عزیز سفیر احمد بھٹی قادیان
دوئم: // محمد نصر غوری //
سوئم: // عمر عبدالقدیر //

**مقابلہ حسن قراءت الف**

اوّل: عزیز مدثر فاروق ریشی نگر
دوئم: // حارث احمد قادیان
سوئم: // اطہر احمد نسیم //
خصوصی: // عطاء المنعم //

**مقابلہ حسن قراءت ب**

اوّل: عزیز محمد راحیل احمد حیدرآباد
دوئم: // مبارک منصور ریشی نگر
سوئم: // سیّد شرجیل احمد قادیان
خصوصی: // سعید الدین حامد //

**مقابلہ حسن قراءت ج**

اوّل: عزیز رمضان احمد
دوئم: // آصف الرحمٰن
سوئم: // ایوب خان

**مقابلہ نظم خوانی الف**

اوّل: عزیز ذکی احمد دانش خانپور ملکی
دوئم: // مدثر فاروق ریشی نگر
سوئم: // اطہر احمد شمیم قادیان

**مقابلہ نظم خوانی ب**

اوّل: عزیز رضوان احمد ظفر
دوئم: // مبارک منصور ریشی نگر
سوئم: // سعید الدین حامد قادیان
خصوصی: // صباحت احمد بنگلور

**مقابلہ تقاریر حزب الف**

اوّل: مکرم محمد نصر غوری قادیان
دوئم: // حارث احمد //
سوئم: // عمران منور باجواہ //
خصوصی: // ایم اے سمیع

**مقابلہ تقاریر حزب ب**

اوّل: عزیز شاہد احمد عامل قادیان
دوئم: // عطاء الکریم راشد //
سوئم: // نذیر احمد //

**مقابلہ حفظ قصیدہ**

اوّل: عزیز اطہر احمد نسیم قادیان
دوئم: // ملک محمد نیر //

**مقابلہ کوئز حزب ج**

اوّل: عزیز یامین خان
دوئم: // اظہر الدین
سوئم: // عبدالحلیم

**مقابلہ بیت بازی**

اوّل: عزیز عمر عبدالقدیر، سفیر احمد بھٹی، عطاء المنعم، محمد نصر غوری
دوئم: عزیز شاکر انور، اطہر احمد، وجاہت احمد، ہاشم احمد

**دوڑ ۱۰۰ میٹر حزب الف**

اوّل: عزیز محمد نعیم قادیان
دوئم: // صغیر عالم //
سوئم: // شہباز خان //

**دوڑ ۱۰۰ میٹر حزب ب**

اوّل: عزیز شمیم عالم
دوئم: // طاہر محمود
سوئم: // عبدالکلیم

**بیڈمنٹن سنگل**

اوّل: عزیز شاکر انور قادیان
دوئم: // بشیر الدین //
سوئم: // محمد شریف کوثر //

**تین ٹانگ کی دوڑ**

اوّل: عزیز وکیل احمد/شمیم عالم قادیان
دوئم: // صغیر خان/شکور کاٹھات //

سوئم: 〃 طاہر محمود/نیک محمد 〃

**نیشنل کبڈی**

اوّل: مجلس اطفال الاحمدیہ قادیان

عزیز حبیب احمد،عزیز محبوب عالم،عزیز اسلم احمد،عزیز سرون احمد،عزیز صغیر عالم، عزیز صابر احمد،عزیز وحید احمد،عزیز عبدالستار،عزیز نعیم احمد،عزیز رفیق الاسلام۔

دوئم: مجلس اطفال الاحمدیہ دادری (ہریانہ)

عزیز راجیش،عزیز شیر،عزیز رشید احمد،عزیز ملکان احمد،عزیز رمضان احمد، عزیز نصیب احمد،عزیز نصیب احمد،عزیز محمد علی،عزیز راجیش،عزیز سندیپ۔

**فٹ بال**

اوّل: مجلس اطفال الاحمدیہ قادیان اے ٹیم

عزیز محبوب عالم،عزیز حبیب احمد،عزیز محمد شریف کوثر،عزیز وحید احمد انور،عزیز صغیر عالم،عزیز محمد نصر غوری،عزیز اعجاز احمد،عزیز ممتاز احمد،عزیز راجورائے،عزیز محمد فاتح،عزیز خواجہ ابن المہدی،عزیز صابر احمد،عزیز طاہر حفیظ،عزیز امیر احمد۔

دوئم: مجلس اطفال الاحمدیہ قادیان بی ٹیم

عزیز وجاہت احمد،عزیز بشیر الدین،عزیز حبیب احمد،عزیز محمود خان،عزیز لبید احمد نعیم،عزیز سرون کاٹھات،عزیز روح الامین،عزیز عطاء النصیر چیمہ،عزیز عدنان احمد،عزیز زین العابدین،عزیز اطہر احمد نسیم،عزیز ناصر الدین،عزیز احمد خان،عزیز رفیق الاسلام۔

## موازنہ حسن کارکردگی

مجالس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت کے مابین سبقت فی الخیرات کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ایک لمبے عرصہ سے موازنہ مجالس کا طریق جاری ہے۔ اس سال بھی موازنہ کمیٹی نے تمام مجالس کی کارگزاریوں کا مفصل جائزہ لیا اور اُنہیں معیار انعام خصوصی کی کسوٹی پر پرکھا اور محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی خدمت میں رپورٹ پیش ہونے پر محترم موصوف نے حسب ذیل تفصیل کے مطابق نتائج کی منظوری دی:

﴿......مجالس خدام الاحمدیہ بھارت......﴾

اوّل: مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد
دوئم: مجلس خدام الاحمدیہ قادیان
سوئم: مجلس خدام الاحمدیہ ریشی نگر

**خصوصی انعام**: مجالس خدام الاحمدیہ موریا کنی،ناصرآباد، سکندرآباد،یادگیر،کالیکٹ،دہری ریلوٹ،عثمان آباد،کیرنگ،کالکولم،دہلی، چینئی،کوئمبٹور،جمشید پور،پنکال،کانپور،کنور سٹی۔

﴿......مجالس اطفال الاحمدیہ بھارت......﴾

اوّل: مجلس اطفال الاحمدیہ قادیان
دوئم: مجلس اطفال الاحمدیہ دہری ریلوٹ
سوئم: مجلس اطفال الاحمدیہ حیدرآباد

**خصوصی انعام** مجالس اطفال الاحمدیہ ریشی نگر،عثمان آباد، کالیکٹ،مریا کنی،وائمبلم،سورو،ناصرآباد۔

شعبہ تعلیم کی طرف سے لائحہ عمل مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت امسال ملکی دینی امتحان 22/اگست 2004ء (بروز اتوار) کو ہوگا۔گزشتہ سال کی طرح امسال بھی نئے لائحہ عمل کے مطابق جملہ خدام کو تین گروپ میں تقسیم کیا گیا ہے۔اسکے مطابق درج ذیل نصاب مقرر کیا گیا ہے۔

### گروپ اوّل

15 سے 20 سال کے خدام کے لئے

**قرآن کریم**: ناظرہ مکمل،

ترجمہ: سورۃ النساء مکمل

حفظ: سورۃ البقرۃ کی ابتدائی 17 آیات

**نماز**: مکمل باترجمہ

**حدیث**: کتاب چالیس جواہر پارے تا آخری بیس (20) احادیث مع تشریح

**کتاب**: ختم نبوت کی حقیقت

(مصنف حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے)

### گروپ دوم

21 سے 30 سال کے خدام کے لئے

**قرآن کریم**: ترجمہ سورۃ مریم۔سورۃ طٰہٰ مکمل

حفظ: سورۃ البقرہ رکوع نمبر 34

**نماز**: باترجمہ مکمل،دعاء قنوت،دعائے جنازہ باترجمہ

**حدیث**: "منتخب احادیث" (شائع شدہ بر موقع صد سالہ جوبلی) حدیث نمبر 25 تا 52

**کتب**: عرفان الٰہی

(تقریر حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

### گروپ سوم

31 سے 40 سال کے خدام کے لئے

**قرآن کریم**: ترجمہ سورۃ النباء تا سورۃ الانشقاق

حفظ: سورۃ البروج، سورۃ الطارق

**حدیث**: "منتخب احادیث" میں سے احادیث نمبر 53 تا 74

**نماز**: باترجمہ مکمل،دعاءِ قنوت ودعاء جنازہ باترجمہ، دعائے خطبہ ثانیہ مع ترجمہ

**کتاب**: ذکر الٰہی

(ایم ابوبکر)

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

❁ جوابی پرچہ جات دفتر میں پہنچنے کی آخری تاریخ 31 اگست 2004ء مقرر ہے۔